عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوّۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۸ | ۲۵/ربیع الاول تا ۲/ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱/مارچ ۲۰۰۹ء | شمارہ: ۱۲

تذکرۃ الاصحابؓ

ختمِ نبوّت کا تقدس اور ہماری ذمّہ داری

قرآن وسُنّت اور تواتر و تعامل

یہودی ذہنیت اور ہماری سرد مہری

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwt.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

قادیانی لڑکی سے نکاح

محمد راشد، کراچی

س:...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام کہ میرا نکاح شمائلہ بنت حبیب احمد سے چھ ماہ قبل ہوا اور نکاح میں مہر کی رقم مبلغ پچاس ہزار روپے عندالطلب رکھی جبکہ رخصتی نہیں ہوئی، اب مجھے پتہ چلا کہ ان کا مذہب احمدی (قادیانی) ہے، کیا اس صورت میں میرا نکاح ٹھیک ہے؟ دوسری بات یہ کہ کیا لڑکی مہر کی رقم مانگ سکتی ہے؟ جبکہ رخصتی بھی نہیں ہوئی اور نکاح میں ایک گواہ قادیانی بھی ہے، تیسری بات یہ کہ جن لوگوں نے بتایا، ان کا کہنا ہے کہ وہ اپنے آپ کو ظاہر نہیں کرنا چاہتے۔ قرآن و سنت کی روشنی میں بتائیں آپ کی عین نوازش ہوگی (جبکہ قانونی لحاظ سے گواہ کی ضرورت ہے، لیکن کوئی اس پر راضی نہیں)۔

ج:...... مسلمان کا کسی قادیانی لڑکی سے نکاح نہیں ہوسکتا، کیونکہ قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی، رسول، مہدی، مسیح موعود وغیرہ نامعلوم کیا کیا مانتے ہیں۔ اس لئے وہ قرآن، حدیث، اجماع امت اور پوری امت مسلمہ کے نزدیک کافر و زندیق ہیں، ان سے مسلمانوں کا رشتہ ناتہ کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ آپ کے سوال کی روشنی میں جس خاتون سے آپ کا نکاح ہوا تھا وہ چونکہ قادیانی ہے، اس لئے وہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوا تھا، تاہم جب رخصتی نہیں تو طے شدہ حق مہر بھی آپ کے ذمہ نہیں ہے۔

آپ اس قادیانی فیملی کا ہمیں پتہ دے دیں انشاء اللہ ہم اس کی تحقیق کرکے آپ کی طرح دوسرے مسلمانوں کو بھی ان کے شر سے بچائیں گے۔ واللہ اعلم۔

طلاق بائن کا حکم

سائرہ شاہ، کراچی

س:...... میرے شوہر مجھے فون پر کسی کام کو کرنے سے منع کرتے ہیں اور اگر وہ کام مجھ سے ہوجائے تو کیا مجھے طلاق ہوجائے گی؟

ج:...... جی ہاں! جیسے ہی خلاف ورزی ہوگی معاملہ ختم ہوجائے گا۔

س:...... کیا ان کے یہ کہنے سے کہ تم میری طرف سے فارغ ہو مجھے طلاق ہوگئی؟ جبکہ رجوع کرنے کی گنجائش نہ ہو کیونکہ میرے شوہر ملک سے باہر ہیں اور وہ یہ سب باتیں فون پر کہتے ہیں۔

ج:...... اس سے ایک طلاق بائن واقع ہوجاتی ہے۔

س:...... میں اپنی طرف سے انگلینڈ جانے کی کوشش کررہی ہوں جبکہ میرے شوہر یہ کہہ چکے ہیں کہ کسی بھی صورت انگلینڈ آئی تو تجھے طلاق ہے، کیا ایسی صورت میں اگر وہ کبھی مجھے خود بھی بلانا چاہیں تو کیا مجھے طلاق ہوگی؟

ج:...... آپ جیسے ہی انگلینڈ پہنچیں گی آپ کو طلاق واقع ہوجائے گی۔

س:...... اگر طلاق یا طلاق بائن ہوچکی ہے تو کیا اس صورت میں میرا سسرال میں بغیر شوہر کے رہنا صحیح ہے یا غلط؟

ج:...... دوسری جگہ عقد کرسکتی ہیں۔

س:...... اگر مجھے طلاق بائن ہوچکی ہے تو اس صورت میں میرے لئے کیا حکم ہے؟ جبکہ میرے شوہر پاکستان نہیں آسکتے اور نہ ہی میں ابھی انگلینڈ جاسکتی ہوں، اس صورت میں تین ماہ کے اندر رجوع نہیں ہوسکتا؟ کیا دوبارہ سے نکاح پڑھوانا ہوگا یا میرے لئے کیا حکم ہے؟

ج:...... آپ کے تمام سوالوں کا جواب دینے کے بعد عرض ہے کہ آپ کے بیان کے مطابق آپ سنی مسلمان ہیں اور آپ کے شوہر شیعہ فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور سنی مسلمان لڑکی کا شیعہ سے نکاح ہی نہیں ہوسکتا، لہٰذا آپ اس حرام کاری سے بچیں اور آپ دوسری جگہ کسی سنی مسلمان سے نکاح کرلیں، جہاں تک قانون کی بات ہے وہ ویسے ہی آپ کو فارغ کرچکے ہیں، اس لئے اب تک جو زناکاری ہوئی اس سے توبہ کریں اور اب جائز عقد کرکے عزت کی زندگی گزاریں۔ واللہ اعلم

☆☆............☆☆

ہفت روزہ ختم نبوت

مجلس ادارت

مولانا سعید احمد جلالپوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری — مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۲۸ ۲۵/ربیع الاول تا ۲/ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱/مارچ ۲۰۰۹ء شمارہ:۱۲

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

ختم نبوت کانفرنس اور ہماری ذمہ داری	۵	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
یہودی ذہنیت اور ہماری سردمہری	۷	عبداللہ خالد قاسمی
قادیانی دجل وفریب!(۲)	۹	مولانا سعید احمد جلال پوری
تذکرۃ الاصحابؓ	۱۳	حافظ محمد کفایت اللہ
قرآن وسنت اور تواتر وتعامل	۱۵	مولانا سید حامد میاںؒ
ماحول کا اثر	۱۹	مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی
امانت داری... ایک بہترین وصف	۲۱	محمد مظہر الدین
صبر اور اس کی جزا	۲۳	مولانا محمد نذر عثمانی
خبروں پر ایک نظر	۲۵	ادارہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

زر تعاون بیرون ملک
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:2780337, 4234476 Fax:2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road Multan
Ph:4583486-4514122 Fax:4542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

دنیا سے بے رغبتی

اس اُمت کا فتنہ مال ہے

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید

"حضرت کعب بن عیاض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ہر اُمت کا ایک خاص فتنہ ہوتا ہے (جو دیگر فتنوں کے لئے اصل الاصول کی حیثیت رکھتا ہے) اور میری اُمت کا فتنہ مال (کی فراوانی) ہے۔" (ترمذی ج:۲ ص:۵۷)

مال کی کثرت کو عام طور سے مشکلات کے حل کی کلید سمجھا جاتا ہے، اور لوگ اس کے لئے سرگرداں رہتے ہیں، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: مال کی محبت، اس کو زیادہ سے زیادہ بڑھانے کا جنون اور اس کے ذریعے خواہشات پورا کرنے کا شوق، دِل کا روگ ہے، جو آدمی کو اَحکامِ اِلٰہیہ کی تعمیل، آخرت کی یاد اور موت کی تیاری سے غافل کردیتا ہے، اسی کی خاطر لڑائی جھگڑے کھڑے ہوتے ہیں، قتل و غارت اور فتنہ و فساد برپا ہوتا ہے، اسی سے حسد، کینہ، عداوت، بخل، طمع جیسے امراضِ قلب پیدا ہوتے ہیں، یہی مال اِنسان کو کبر و نخوت، غرور و پندار اور خود بینی و خودنمائی پر آمادہ کرتا ہے، اسی کی خاطر آدمی اپنے دین و ایمان اور عقیدہ و ضمیر کو داؤ پر لگادیتا ہے، اس لئے مال کی محبت سارے فتنوں کی جڑ ہے۔ یہ ایک ایسا مرض ہے جو اِنسان کے دین و اخلاق کو بگاڑ کر رکھ دیتا ہے، اسی مرض کی اصلاح کے لئے اہل اللہ کی صحبت اختیار کی جاتی ہے، اور اسی کے لئے مجاہدات و ریاضات کی ضرورت پیش آتی ہے، حق تعالیٰ شانہٗ اس رُوسیاہ کو بھی اس مرض سے شفا عطا فرمائے۔

"اگر ابنِ آدم کے پاس مال کی دو وادیاں ہوتیں تو یہ تیسری کو تلاش کرتا۔" (ترمذی ج:۲ ص:۵۷)

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر ابنِ آدم کے پاس ایک وادی سونے سے بھری ہوئی ہوتو یہ پسند کرے گا کہ اس کے پاس ایک اور وادی ہو، اور اس کے پیٹ کو صرف مٹی بھر سکتی ہے، اور حق تعالیٰ شانہٗ اس شخص کی توبہ قبول فرماتے ہیں جو توبہ کرے۔"

اس حدیثِ پاک میں تین مضمون ارشاد ہوئے ہیں:

اوّل انسان کا بالطبع مال کا حریص ہونا، اور مال و دولت سے اس کا سیر نہ ہونا، سوائے ان مقبولانِ الٰہی کے جن کے دِل مال کی ناپاک محبت سے پاک ہوگئے ہیں، عام انسانوں کا حال یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ مال سمیٹنے کی فکر ان پر سوار رہتی ہے، اور وہ اس کو بڑھانے کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ فرض کیجئے! کسی کو اس قدر مال و دولت مل جائے کہ اس سے پوری ایک وادی بھر جائے تب بھی اس کی طبیعت سیر نہیں ہوگی، بلکہ یہ چاہے گا کہ کاش! ایک وادی اور ہو۔ اور اگر ایک اور مل جائے تو چاہے گا کہ ایک تیسری وادی بھی ہو۔ الغرض! ہفت اقلیم کی سلطنت اور رُوئے زمین کی دولت ایک آدمی کی پیاس بجھانے کے لئے بھی کافی نہیں، بلکہ حرص و آز کی دوزخ سے ہمیشہ "ھَلْ مِنْ مَّزِیْد" کی صدا بلند ہوتی ہے، اس لئے عقل مند وہ ہے جو یہاں طبیعت بھرنے کی فکر نہ کرے، بلکہ بقدرِ ضرورت قناعت کرکے حق تعالیٰ شانہٗ کی یاد میں لگا رہے:

کارِ دُنیا کسے تمام نہ کرد
ہر چہ گیرید مختصر گیرید

دُوسرا مضمون یہ ارشاد ہوا ہے کہ آدمی کا پیٹ صرف مٹی بھر سکتی ہے، مٹی سے قبر کی مٹی مراد ہے، یعنی آدمی کے مال کی حرص ختم نہ ہوگی یہاں تک کہ اس کی موت واقع ہوجائے اور قبر کی مٹی اس کا پیٹ بھرے۔ شیخ سعدی رحمہ اللہ نے درج ذیل شعر میں اس حدیث کا گویا ترجمہ کردیا ہے:

گفت چشم تنگ دُنیا دار را
یا قناعت پر کند یا خاکِ گور

اس ارشاد میں حریص آدمی کی دنائت و رذالت کی طرف بھی لطیف اشارہ ہے، یعنی بجائے اس کے کہ دُنیا کے مال و دولت سے، جو مٹی سے پیدا ہوئے ہیں اور جن کا انجام بھی مٹی ہے، یہ شخص سیرچشمی اختیار کرتا اور حق تعالیٰ شانہٗ کی عبادت و رضاجوئی میں مشغول ہوکر آخرت کی نعمتوں اور لذتوں سے کامران و شادکام ہوتا، اس نے مٹی کی حرص اور رغبت اس قدر کی کہ قبر کی مٹی کے سوا کوئی چیز اس کا پیٹ نہ بھر سکی۔

تیسرا مضمون یہ ارشاد فرمایا ہے کہ: جو شخص حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف رُجوع کرے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتے ہیں، یعنی دُنیا کی حرص و لالچ سے وہی شخص محفوظ رہ سکتا ہے جس کو حق تعالیٰ شانہٗ توفیق عطا فرمائیں، توفیقِ الٰہی کے حصول کے لئے بارگاہِ خداوندی میں جھکنا، اس سے رُجوع کرنا، اور اس کی ذاتِ عالی سے دُنیا کے زہر سے بچنے کی توفیق مانگنا لازم ہے۔ پس جو شخص حق تعالیٰ کی طرف رُجوع کرے، دُنیا کی حرص چھوڑ کر پیشۂ قناعت اختیار کرے اور حق تعالیٰ کی جناب میں توبہ و انابت اختیار کرے، حق تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتے ہیں۔ اس کے دل کو غنا سے بھردیتے ہیں، اسے خزانۂ غیب سے رزق عطا فرماتے ہیں، وہ اپنے ساز و سامان کی قلت کے باوجود اہلِ دُنیا سے زیادہ غنی ہوجاتا ہے، بلکہ واقعۃً یہی شخص غنی ہے، ورنہ دُنیا کے حریص لاکھوں کروڑوں کے باوجود فقیر ہیں۔

ادارہ مولانا اللہ وسایا

ختم نبوت کانفرنسیں اور ہماری ذمہ داری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

اللہ رب العزت کا لاکھوں لاکھ شکر ہے کہ اس گئے گزرے دور میں بھی اس نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو حق کا دیپ جلائے رکھنے کی توفیق سے سرفراز فرمایا ہے۔ معروف زمانہ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء سے بعد کے دور کا جائزہ لیا جائے تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابر، علماء کرام کی شب وروز کی مسلسل جدوجہد اور پوری امت کی انتھک محنت کے نتیجہ میں ۱۹۷۴ء میں آئینی طور پر قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔ ۱۹۸۴ء کی تحریک نے بھی عوامی سطح پر قادیانیوں کے کفریہ عقائد کا پردہ چاک کرنے میں خاصا کردار ادا کیا، وہ ایک بھرپور جدوجہد ضرور تھی لیکن صرف کراچی، کوئٹہ، اسلام آباد، لاہور، سیالکوٹ، پشاور اور فیصل آباد ایسے بڑے شہروں تک محدود رہی، بھرپور عوامی تحریک جس سے کراچی سے خیبر تک پورا ملک جاگ اٹھا، بلاشبہ وہ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت تھی۔ ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تو قادیانی جماعت پس پردہ چلی گئی اور اندرون خانہ اس نے جال بچھانے شروع کردیے، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے بھی اپنی جدوجہد کو جاری رکھا، کانفرنسوں، عدالتوں، پارلیمنٹ سے بہت سی کامیابیاں امت کو اللہ تعالیٰ نے نصیب کیں، قادیانی چیف گرو لاٹ پادری کو پاکستان سے فرار ہونا پڑا، ان کو اپنا ہیڈ کوارٹر پاکستان سے برطانیہ منتقل کرنا پڑا۔

اگر جائزہ لیا جائے تو ۱۹۷۴ء سے قبل تمام تر دینی قیادت، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا احتشام الحق تھانویؒ، مولانا غلام اللہ خانؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ، مولانا دوست محمد قریشیؒ، مولانا تاج محمودؒ، مولانا مفتی زین العابدینؒ، مولانا عبدالشکور دین پوریؒ، مولانا عبدالقادر روپڑیؒ، علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ، مولانا عبیداللہ انورؒ، مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ، سید مظفر علی شمسیؒ، چوہدری غلام جیلانیؒ، آغا شورش کاشمیریؒ، مولانا سید عطاء المنعم بخاریؒ، نوابزادہ نصر اللہ خانؒ، مولانا عبدالستار خان نیازیؒ، مولانا خواجہ قمر الدین سیالویؒ، مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ اور ان جیسے دیگر تمام مکاتب فکر کے قابل احترام تمام راہنماؤں، علماء

مشائخ کی خطابت کا آخری بند عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ ہوتا تھا اور تمام مساجد ومنابر اور اسٹیج قادیانیت کے کفریہ عقائد کے خلاف اپنے فرض کی ادائیگی میں کما حقہ نمایاں کردار ادا کرتے رہے۔

۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت قرار پانے کے بعد بھٹو مرحوم کے آخری دور میں تحریک نظام مصطفی پھر ضیاء الحق مرحوم کے دور میں تحریک ایم آر ڈی، ایم کیو ایم، تحریک افغانستان، شیعہ، سنی ایسے مسائل نے ملک کو ایسے گھیرا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے متعلق امتِ مسلمہ کی جو جولانی یا بانکپن تھا وہ دوسرے مسائل کی نذر ہوا۔ منکرین ختم نبوت پس پردہ چلے گئے، ہر چند کہ مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنی جدوجہد کو جاری رکھا، لیکن دوسرے مسائل نے ایسی گھمبیر اور مہیب شکل اختیار کی کہ قادیانی ارتدادی ٹولہ کی اندرون خانہ سازش وچال عوامی خطابت کی نظروں سے اوجھل ہوگئی۔

گزشتہ چند سالوں سے مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنی بساط کے مطابق مارچ، اپریل، مئی میں پورے ملک میں اپنے طور پر کامیاب کانفرنسوں کا نظم خوبصورتی سے نبھایا، لیکن جو نسل ۱۹۷۴ء کی تحریک کے وقت دس سال کی تھی، اس نے ۲۰۰۹ء تک عوامی سطح پر قادیانیوں کے متعلق عوامی جلسوں میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت، گھن گرج کو نہ سنا، وہ نسل اس وقت چالیس سے پینتالیس سال کے پیٹے میں ہے، اس نسل کو سرے سے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانی کفر کی مضرت کا کما حقہ علم ہی نہیں، وہ نہیں جانتے کہ عقیدہ ختم نبوت کے انکار کے کیا نقصانات ہیں اور اس سے امت مسلمہ کی وحدت کس طرح پارہ پارہ ہوجاتی ہے؟ یا قادیانی کس طرح امت مسلمہ کی وحدت کو سبوتاژ کررہے ہیں، ضرورت تھی کہ اپنی نئی نسل کو عقیدہ ختم نبوت سے عوامی سطح پر دلائل سے شناسا کردیا جائے تاکہ امت مرحومہ کا چودہ سو سالہ تعامل پندرھویں صدی سے بھی جڑا رہے، اس ضرورت کو محسوس کرکے ۲۰۰۸ء میں سرگودھا میں بہت بڑی کانفرنس کا اہتمام کیا گیا۔ اس کے نتائج ۲۰۰۸ء کی چناب نگر کی سالانہ کانفرنس میں آنکھوں کے سامنے آئے کہ اتنا بڑا اجتماع ہوا کہ گزشتہ ربع صدی کے تمام اجتماعات سے زیادہ کامیاب رہا۔ چنانچہ امسال ۲۰۰۹ء میں بھی گزشتہ سالوں کی طرح مارچ، اپریل میں کانفرنسوں کا ذیل کی تاریخوں میں منعقد کرنے کا پہلا مرحلہ شروع کیا ہے۔

۲۵/مارچ ۲۰۰۹ء	خانیوال	۲۶/مارچ ۲۰۰۹ء	بہاول پور
۲۷/مارچ ۲۰۰۹ء	ملتان	۲۹/مارچ ۲۰۰۹ء	رحیم یار خان
۳/اپریل ۲۰۰۹ء	جھنگ	۵/اپریل ۲۰۰۹ء	فیصل آباد
۹/اپریل ۲۰۰۹ء	شیخوپورہ	۱۱/اپریل ۲۰۰۹ء	بادشاہی مسجد، لاہور

لیکن ان کانفرنسوں میں خصوصیت کے ساتھ فیصل آباد کی ۵/اپریل کی کانفرنس دھوبی گھاٹ میں اور ۱۱/اپریل کی کانفرنس لاہور کی بادشاہی مسجد میں منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ لاہور، فیصل آباد کی تمام دینی قیادت نے اپنا فرض منصبی نبھانے کے لئے اپنی بھرپور جدوجہد کا آغاز کردیا ہے۔ مجلس کے رفقاء اور قارئین ختم نبوت ان تمام کانفرنسوں کو کامیاب بنانے کے لئے اپنی تمام تر توانائیاں صرف کردیں، بھرپور شرکت سے ان کانفرنسوں کو مثالی طور پر کامیاب کرائیں تاکہ ایک بار ان تھکے ہارے پاکستان کے فرزندانِ اسلام کو عقیدہ ختم نبوت کی کڑی کے ساتھ جوڑ سکیں۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد زریں سے مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی عہد ساز قیادت تک جس طرح انہوں نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے امتِ مسلمہ کو ایک سنہری کڑی میں پرو دیا تھا، آج پھر اسی جذبہ کے ساتھ اس مشن اور اس عقیدہ کی اہمیت سے باخبر کرنا ضروری ہے تاکہ کڑی سے کڑی جڑی رہے اور چراغ سے چراغ روشن رہے۔

اللہ رب العزت ان کانفرنسوں کو اس دینی جذبہ اور نیک نیتی کے ساتھ ہمارے لئے آسان فرمادیں۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

السعی منا والاتمام من اللہ تعالیٰ

یہودی ذہنیت اور ہماری سرد مہری

عبداللہ خالد قاسمی خیرآبادی

اس وقت فلسطینی مسلمانوں پر جو ظلم وستم اور زیادتی ہورہی ہے، اس سے پورا عالم بے چین، پریشان اور خود کو اذیت میں محسوس کر رہا ہے، یہودی ذہنیت رکھنے والے اسرائیلی درندے، اپنے آقاؤں کے اشاروں پر دم ہلانے والے اپنے خود ساختہ نظریات اور اپنے اقتدار کی بالادستی کے لئے جبر و استبداد کی انتہا کئے ہوئے ہیں اور ایسا صرف اسلام کی بالادستی کو ختم کرنے اور اس کی روشنی تعلیمات جو انسان کے فطری تقاضوں سے بالکل ہم آہنگ ہیں اسے دنیا سے ختم کر کے غیر اسلامی تہذیب وتمدن کو رواج دینے کے لئے ہے۔

یہودی ذہنیت تاریخ کے ہر دور میں اپنے علاوہ کی ترقی میں رکاوٹ بنی رہی اور اپنے احساس برتری کو باقی رکھنے کے لئے منظم انداز سے خود ساختہ اصولوں کی بنیاد پر امن وسکون اور باہمی اتحاد واتفاق کی فضا کو مسموم کرتی رہی اور اپنی عظمت، امارت اور حکومت کرنے کے لئے صدیوں خفیہ کانفرنسیں کرتی رہی۔ بالآخر ۱۸۹۷ء میں انہوں نے بڑے غور وخوض کے بعد اپنی تمام تر مساعی ان تین نکات پر مرکوز کرنے کا فیصلہ کیا۔

۱: یہودیوں کے لئے ایک قومی وطن کا قیام۔

۲: دنیا کے مالی نظام پر قبضہ وتسلط۔

۳: اسلامی ممالک کو نیست ونابود کرنا۔

مذکورہ بالا تین نکات کی روشنی میں باقاعدہ ایک دستور مرتب کیا گیا جس پر دنیا کے تمام یہودی نمائندوں نے اپنے دستخط کئے، یہی دستاویز "یہودی پروٹوکول" کے نام سے جانی جاتی ہے۔

۱۹۲۰ء سے دنیا کے مختلف خطوں سے یہود آ کر فلسطین میں آباد ہونے لگے اور ۱۹۳۵ء تک فلسطین میں ساٹھ ہزار یہودی آباد کئے جا چکے تھے پھر یہ تعداد جیسے جیسے بڑھتی گئی باہمی خانہ جنگی میں بھی اضافہ ہوتا گیا اور فلسطین کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کی بات کی جانے لگی، بالآخر ۱۹۴۸ء میں فلسطین میں اسرائیل نامی ایک یہودی ملک کے قیام کا اعلان کر دیا جاتا ہے، اس طرح غاصبانہ طور پر ایک نیا ملک دنیا کے نقشہ پر ابھر آتا ہے اور یہودیوں کا سب سے پہلا منصوبہ عملاً سامنے آتا ہے۔

پھر اس شاطر ذہنیت نے اسرائیل کو مضبوط تر کرنے اور عربوں کے داخلی انتشار واختلاف کو ہوا دینے پر زیادہ توجہ دی۔ اسرائیل کو ایٹمی طاقت بنانے کا منصوبہ تیزی سے پورا ہونے لگا، اسرائیل کو امریکا کی ہر طرح سے حمایت حاصل ہونے کے باعث اس کا ایٹمی پلان شروع ہی سے جاری تھا، ایٹمی پلان کا راز بی بی سی نے اپنے نشریہ میں کھول کر امریکا، اسرائیل کو مصیبت میں مبتلا کر دیا، مارچ ۲۰۰۳ء میں نشر ہونے والے اس راز کے افشاء کے وقت جس کا سب سے بڑا ذریعہ اسرائیلی اسلحہ خانہ میں کام کرنے والے ایک ماہر "موردخائی فانونو" ہے، اس نے بتایا کہ اسرائیل کے پاس ۱۹۸۶ء میں ایک سو سے دو سو تک ایٹمی ہتھیار موجود تھے، فانونو کی رپورٹ ۵/اکتوبر ۱۹۸۶ء میں برطانیہ کے سنڈے ٹائمز نے شائع کی تھی، اب اس وقت ان مہلک ہتھیاروں کی تعداد کتنی زیادہ ہو چکی ہوگی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

ایک طرف تو امریکا، ایران، شمالی کوریا وغیرہ کو اس کے ایٹمی پلان کے لئے دھمکی دے رہا ہے اور ایٹمی تنصیبات کو بین الاقوامی سروے کے لئے کھولنے کو کہتا ہے، دوسری جانب اسرائیل کے بارے میں معائنہ کرانے کی ہر آواز کو دبا دیتا ہے۔

"دنیا کے مالی نظام پر قبضہ وتسلط اور اسلامی ممالک کو نیست ونابود کرنا" یہ نظریہ اور سوچ چونکہ صرف اور صرف اسلام دشمنی پر مبنی ہے، اس لئے اس کے نافذ کرنے میں عیسائیت بھی یہودیوں کی ممد ومعاون بن گئی اور امریکا نے مذکورہ بالا نظریہ پر بڑی تیز رفتاری سے کام کیا، چنانچہ امریکی دانشوروں نے یہ پلان بنایا کہ تیز رفتار اقتصادی ودفاعی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ عرب ممالک کے تیل کے ذخائر پر کنٹرول حاصل کر لیا جائے اور پٹرول کے اتنے کثیر ذخائر اپنے پاس محفوظ کر لئے جائیں کہ دس بیس سال تک اگر ایک قطرہ بھی تیل نہ مل سکے تو ہماری معیشت اور ٹریفک وغیرہ پر کوئی اثر نہ پڑے۔

۱۹۷۳ء کے تیل کے بحران کے دوران امریکا نے مشرق وسطی کے تیل کے ذخائر پر قبضہ کرنے کے لئے سعودی عرب اور کویت پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا تھا، برطانیہ کو ۱۹۷۳ء میں اپنے خفیہ ذرائع سے اطلاع ملی تھی کہ تیل پیدا کرنے والے

ممالک کی طرف سے امریکا کو تیل فروخت کرنے پر پابندی لگائی گئی تو امریکا نے فیصلہ کیا تھا کہ سعودی عرب اور کویت میں تیل کے کنوؤں پر امریکی چھاپہ مار دستوں کی مدد سے قبضہ کرلیا جائے۔ اس وقت کے امریکی وزیر دفاع نے کہا تھا کہ: ''ان کے خیال میں اس بات میں کوئی ابہام نہیں کہ امریکا مشرق وسطی میں قوت کا استعمال نہیں کرسکتا۔''

۱۱/ستمبر ۲۰۰۱ء (نائن الیون) میں عالمی تجارتی سینٹر پر حملہ تو ایک بہانہ تھا، جس کے ذریعہ مسلمانوں اور اسلام کے خلاف جواز فراہم کرنا تھا، اسی سلسلہ میں فرانس کے ایک حق گو مصنف نے ''۲۰۰۱ء کا سب سے بڑا جھوٹ'' نامی کتاب لکھ کر واضح کردیا ہے کہ حملہ آور سب امریکی تھے، یہ بات بھی بہت مشہور ہوچکی ہے کہ اگر یہ حملہ نہ ہوتا تب بھی افغانستان پر حملہ طے تھا پھر عراق وایران اور شام کا نمبر تھا۔

اس وقت پوری دنیا میں جو اتھل پتھل اور انقلاب وتغیر رونما ہورہا ہے اس یہودی منصوبہ کے تناظر میں اس کا مطالعہ کرنے سے یہ خوب واضح ہوتا ہے کہ ڈور کہیں اور سے ہلائی جارہی ہے، پس پردہ کیا کچھ ہورہا ہے؟ خوب پتہ چلتا ہے، گزشتہ چند سالوں کا تجزیہ کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ عالم اسلام جس سے یہودی دنیا سب سے زیادہ خائف ہے، ہمیشہ ایک نئے فتنہ سے دوچار رہا ہے۔ اسلامی مدارس میں غیر اسلامی نصاب کی دخل اندازی، تقریباً ایک سال تک پورا عالم اسلام بڑی کرب و بے چینی میں مبتلا رہا کہ کیا اب مسلمان اپنے مدارس و مکاتب میں اپنا دین اور صحیح اسلامی تعلیمات تک نہیں سیکھ سکتے؟ لیکن یورپ اور یہودیوں کی چلائی ہوئی اس تحریک کے کچھ مسلم ممالک حامی ہوگئے اور یہ مسئلہ بظاہر سرد پڑ گیا، اس کے بعد جعلی قرآن ''الفرقان'' کی اشاعت کا مسئلہ کھڑا کردیا گیا اور شوروش نامی ایک یہودی نے قرآن کا متبادل (بزعم خود) دنیا کے سامنے پیش کردیا، مسلمانوں کا ذہنی انتشار اور بڑھ گیا اور رات ودن کا سکون غارت ہوگیا، اس موضوع پر مضامین و مقالات شائع کئے جانے لگے، ہوتے ہوتے یہ مسئلہ ٹھنڈا ہوا، پھر پردہ نقاب اور اسکارف کو غیر مہذب طریقہ اور کم علمی کا شعار بتا کر مسلمانوں کو مشتعل کیا گیا، علماء اسلام پردہ کی اہمیت اور ضرورت پر وعظ تقریر اور تحریر کے ہتھیاروں سے لیس ہوکر میدان عمل میں آئے، پھر ہندوستان میں طلاق ثلاثہ اور تعدد ازواج کا مسئلہ چھیڑ دیا گیا، مسلمان اس کے پیچھے سالوں لگے رہے، پھر حرمت مصاہرت پر گرما گرم بحثیں شروع ہوئیں، ٹی وی کے جواز اور عدم جواز پر بحث کا دروازہ کھولا گیا اور چونکہ یہ سب یہودی مشنریوں کی تخریب کار ذہنیت کی پیداوار تھے، اس لئے انہیں مسلمانوں ہی میں سے کچھ کرائے کے مولوی اور ملال مل گئے اور یہ سب بحثیں خوب گرم رہیں، پھر توہین رسالت کا مذموم عمل سامنے آیا اور اس کی خوب خوب تشہیر کی گئی اور پورے عالم اسلام کو مشتعل کیا گیا۔

ان سب واقعات کا اگر واقعی جائزہ لیا جائے تو صرف اور صرف یہی بات سامنے آئے گی کہ اس طرح کے اشتعال انگیز مسائل بشکل مصائب امت مسلمہ کے درمیان اٹھا کر دشمنان اسلام، اسلام کی شبیہ کو داغدار کرنا چاہتے ہیں اور حامیان اسلام کے دلوں سے اسلامی تہذیب، اسلامی فکر کے ساتھ مسلمانوں کو غور وفکر اور تدبر کا موقع ہی نہیں دینا چاہتے بلکہ اس میں وہ بڑی حد تک کامیاب بھی ہوجاتے ہیں، اس لئے کہ بقول انہیں کے ان کے پاس میڈیا کا سرکش گھوڑا ہے، اس کی باگ انہیں کے ہاتھ میں ہے وہ جب چاہتے ہیں جہاں چاہتے ہیں اس کو موڑ دیتے ہیں۔

ہوشمندی اور عقل وخرد کی بات تو یہ ہے کہ دشمن کی چال کو سمجھا جائے اس کے پینتروں سے واقف ہوا جائے، اشتعال میں آنے کے بجائے سنجیدگی سے اس پر غور کیا جائے کہ یہ مسئلہ ہمارے درمیان اٹھا کر ہمارا دشمن ہم سے کیا چاہتا ہے اور ظاہری بات ہے کہ عقلمند آدمی ہمیشہ دشمن کی منشا کے خلاف ہی کرتا ہے، وہ چاہتے ہیں کہ ہم اشتعال میں آ کر اپنے دینی شعائر اور اسلامی احکام کو پس پشت ڈال دیں تو ہمیں چاہئے کہ دین اور اسلامی احکامات کی بجا آوری میں اور پختگی دکھائیں، دشمن غیر اسلامی نظریات اور دین وایمان سوز تہذیب وتمدن کو خوشحال معاشرتی نظام باور کراتے ہیں، ہمیں چاہئے کہ ہم اسلامی معاشرتی نظام میں تصلب اختیار کریں، وہ تہذیب وتمدن جو رسول عربی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و تاریخ سے ہمارے درمیان موجود ہے اس پر سختی سے جم جائیں، متاع دنیا کی حرص وہوس کے ساتھ ظاہری بات ہے یہ چیزیں حاصل نہیں ہوسکتیں، اس لئے دشمنان اسلام مال ومتاع کے جو خوشنما مناظر ہمیں دکھا کر اپنا شکار بناتے ہیں ان سے بچنا ہوگا، آسائش دنیا ترک کرنا ہوگا اور یہ دشمنان اسلام تو کبھی ہم سے خوش ہو ہی نہیں سکتے، ہاں اگر ان کے افکار ونظریات کی پیروی کی جائے، ان کا اتباع کیا جائے تو یہ خوش ہوں گے، قرآن کریم میں رب العالمین نے فرمایا:

''ولن ترضی عنک الیهود
ولا النصاری حتی تتبع ملتهم''

خدارا! اپنے حال کو درست کریں، دشمنان اسلام کی چالوں کو محسوس کریں۔

☆☆..........☆☆

دوسری قسط

قادیانی دجل وفریب

مولانا سعید احمد جلال پوری

آپ ہی ارشاد فرمائیں کہ اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل، بروز اور عکس قرار دینا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات سے اپنے آپ کو متصف باور کرانا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی نہیں؟

۳:...... جب مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ عقیدہ ہو کہ اس کا وجود نعوذ باللہ بعینہٖ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے اور یہ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرزا کا روپ دھار کر دوبارہ قادیان میں آئے ہیں، تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ وسلم کے تمام کمالات وامتیازات بھی مرزا کی طرف منتقل ہوگئے ہیں، چنانچہ ملاحظہ ہو:

"جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کون سا الگ انسان ہوا، جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا؟" (ایک غلطی کا ازالہ، ص:۸، روحانی خزائن ص:۲۱۲، ج:۱۸)

میرے عزیز! ذرا اس پر بھی غور کریں کہ اگر کوئی شخص آپ سے یہ کہے کہ میں آپ کا باپ ہوں، کیونکہ تمہارے والد کے تمام کمالات وصفات مجھ میں ہیں، سوال یہ ہے کہ کیا یہ تمہارے والد اور اس کی اولاد کی گستاخی نہ ہوگی؟ اگر جواب اثبات میں ہے اور یقیناً اثبات میں ہے تو آپ ہی بتلایئے: مرزا کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں یہ کہنا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کیوں نہ ہوگی؟ گستاخی معاف! کیا اس کا یہ معنی نہ ہوگا کہ آپ کے باپ سے متعلق تمام حقوق وفرائض بھی اب میری طرف منتقل ہوگئے ہیں، لہٰذا آج کے بعد اس کی جائیداد وتمام املاک، اور نقد وغیرہ کا بھی میں ہی مالک ہوں، اور تمہاری اماں کا شوہر بھی میں ہی ہوں، آپ ہی بتلائیں کہ آپ ایسے گستاخ وموذی کو اپنے والد سے محبت کرنے والا کہیں گے یا اس کا گستاخ وبے ادب؟

۴:...... مرزا غلام احمد قادیانی، حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو تو خاتم النبیین نہیں مانتا، البتہ اس کے برعکس اپنے آپ کو خاتم النبیین ضرور باور کراتا ہے، ملاحظہ ہو:

الف:...... "میں بار بار بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت: "وآخرین منهم لما یلحقوا بهم" بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے۔" (ایک غلطی کا ازالہ، ص:۸، روحانی خزائن ص:۲۱۲، ج:۱۸)

آپ ہی فیصلہ فرمائیں کہ ایسا کہنے اور لکھنے والا زندیق، مرتد اور گستاخ ہے یا نہیں؟ لیجئے مرزا کی گستاخی کا ایک اور حوالہ پڑھیے:

ب:...... "مبارک ہے وہ جس نے مجھے پہچانا، میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں، اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں، بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔"

۵:...... مرزا غلام احمد قادیانی ایک طرف اپنے آپ کو نعوذ باللہ! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل، بروز اور عکس قرار دیتا ہے اور دوسری طرف وہ اپنے آپ کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شان میں بڑھ کر بھی قرار دیتا ہے، کیا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی نہیں؟ ملاحظہ ہو:

"جس نے اس بات کا انکار کیا کہ نبی علیہ السلام کی بعثت چھٹے ہزار سے تعلق رکھتی ہے، جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی، بس اس نے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا، بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اِن دنوں میں بہ نسبت اُن سالوں کے، اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے، بلکہ چودھویں رات کی طرح ہے۔" (خطبہ الہامیہ ص:۱۸۱، روحانی خزائن ص:۲۷۱، ج:۱۶)

کیا خیال ہے جو مردود وملعون یہ ہرزہ سرائی کرے کہ میری بعثت کی روحانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی روحانیت سے اقویٰ، اکمل اور اشد ہے یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ

کرے، وہ ملحد و بے دین، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ کہلائے گا؟ یا آپ کا عاشق صادق اور مداح؟

۶:...... مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک چہیتے مرید قاضی ظہور الدین اکمل نے مرزا کی شان میں منقبت کہی اور اس نے مرزا کو وہ منقبت سنائی تو مرزا نے نہ صرف یہ کہ اس کی تردید نہ کی، بلکہ اس کے جواب میں جزاکم اللہ کہہ کر اس خوشخط قطعہ کو اپنے ساتھ اندر لے گئے۔ (الفضل قادیان، ج:۳۳ نمبر:۱۹۶، ص:۴، بابت ۲۲ اگست ۱۹۴۴ء)

لیجئے! ظہور الدین اکمل کی نظم کے چند اشعار سن کر فیصلہ کیجئے! کہ قادیانیوں کے ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بڑھ کر ہے؟ یا ملعون مرزا کی؟

"امام اپنا عزیزو اس جہاں میں
غلام احمد ہوا دارالاماں میں
غلام احمد ہے عرش رب اکبر
مکاں اس کا ہے گویا لامکاں میں
غلام احمد رسول اللہ ہے برحق
شرف پایا ہے نوع انس و جاں میں
محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہے بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں"

(اخبار بدر قادیان، ۲۵/ اکتوبر ۱۹۰۶ء
بحوالہ قادیانی مذہب، ص:۳۳۶)

۷:...... اسی طرح قادیانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کے کی بعثت کو ہلال یعنی پہلی کا چاند اور مرزا غلام احمد قادیانی کی بعثت کو چودھویں کا چاند تصور کرتے ہیں، ظاہر ہے ہلال یعنی پہلی کا چاند ناکمل، باریک اور بے نور ہوتا ہے اور چودھویں کا چاند مکمل اور چمکتا ہوا ہوتا ہے، لیجئے مرزا قادیانی کی گستاخی ملاحظہ ہو:

"اور اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا اور مقدر تھا کہ انجام کار آخری زمانہ میں بدر (چودھویں کا چاند) ہوجائے، خدا تعالیٰ کے حکم سے، پس خدا تعالیٰ کی حکمت نے چاہا کہ اسلام اس صدی میں بدر کی شکل اختیار کرے، جو شمار کی رو سے بدر کی طرح مشابہ ہو، (یعنی چودھویں صدی)۔"

(خطبہ الہامیہ، ص:۱۸۴، روحانی خزائن، ص:۲۷۵، ج:۱۶)

۸:...... مرزا غلام احمد قادیانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا مقام بڑھاتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان گھٹاتے ہوئے لکھتا ہے کہ نعوذ باللہ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا زمانہ روحانی ترقیات کا پہلا قدم تھا اور چشم بددور! قادیانی ظہور کا زمانہ روحانی ترقیات کی آخری معراج تھا، چنانچہ ملاحظہ ہو:

"ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں (یعنی کی بعثت میں) اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کا انتہا نہ تھا، بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تھا، پھر روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت پوری طرح تجلی فرمائی۔"

(خطبہ الہامیہ ص:۱۷۷، روحانی خزائن، ص:۲۶۶، ج:۱۶)

۹:...... اسی طرح مرزائیوں کا عقیدہ ہے کہ نعوذ باللہ! غلام احمد قادیانی کا ذہنی ارتقاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر تھا، ملاحظہ ہو:

"حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کا ذہنی ارتقاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تھا... اور یہ جزوی فضیلت ہے، جو حضرت مسیح موعود کو (غلام احمد قادیانی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حاصل ہے، نبی کریم کی ذہنی استعدادوں کا پورا ظہور بوجہ تمدن کے نقص کے نہ ہوا اور نہ قابلیت تھی، اب تمدن کی ترقی سے حضرت مسیح موعود کے ذریعہ ان کا پورا ظہور ہوا۔"

(ریویو مئی ۱۹۲۹ء، بحوالہ قادیانی مذہب، ص:۲۶۶، طبع نہم لاہور)

بتلایا جائے کہ مرزا کے ذہنی ارتقاء کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذہنی ارتقاء سے برتر قرار دینا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمدن کو ناقص قرار دینا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قابلیت کی نفی کرنا اور مرزا کی استعداد و قابلیت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی استعداد و قابلیت سے بڑھ کر قرار دینا گستاخی نہیں؟

۱۰:...... مرزا غلام احمد قادیانی کی امت اور ذریت کا عقیدہ ہے کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتا ہے اور آپ پر ایمان لاتا ہے، جب تک وہ غلام احمد قادیانی پر ایمان نہ لائے وہ کافر ہے، گویا حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنا اور آپ پر ایمان لانا باعث نجات نہیں، بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی پر ایمان لانا باعث نجات ہے، بتلایا جائے کہ جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہوں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے باغی اور گستاخ نہیں؟ ملاحظہ ہو:

الف:...... "ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا، وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔"

(کلمۃ الفصل، ص:۱۱۰، بشیر احمد ایم اے)

ب:...... "کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی

بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔‘‘ (آئینہ صداقت، ص:۳۵ از مرزا محمود احمد قادیانی)

ج:...... ’’ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا کے ایک نبی کے منکر ہیں، یہ دین کا معاملہ ہے، اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔‘‘ (انوار خلافت، ص:۹۰، از مرزا محمود احمد قادیانی)

میرے عزیز! دیکھئے قادیانی کس قدر گستاخ ہیں کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین و شریعت کو باعث نجات نہیں سمجھتے اور ان کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا نجات آخرت کا ذریعہ نہیں ہے۔ بتلایئے! یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اظہار ہے یا توہین و تنقیص کا؟ ارشاد فرمایئے کہ یہ آپ ﷺ کی شان میں گستاخی ہے یا مدح سرائی؟

۱۱:...... قادیانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کو نہ صرف باعث نجات نہیں سمجھتے بلکہ نعوذ باللہ! وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین و شریعت کو منسوخ اور ناقابل اعتبار سمجھتے ہیں، لیجئے ملاحظہ کیجئے:

الف:...... ’’ان کو کہہ! کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے۔‘‘

(مرزا قادیانی کا الہام: حقیقۃ الوحی، ص:۸۲، روحانی خزائن ص:۸۵، ج:۲۲)

ب:...... ’’چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے، اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا... اب دیکھو! خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے مدار نجات ٹھہرایا، جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔‘‘

(اربعین نمبر۴، ص:۱۷ روحانی خزائن ص:۴۳۵، ج:۱۷)

۱۲:...... صرف یہی نہیں، بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ہاں جس اسلام میں مرزا غلام احمد نہ ہوں وہ مردہ ہے، چنانچہ ملاحظہ ہو:

’’غالباً ۱۹۰۶ء میں خواجہ کمال الدین صاحب کی تحریک سے اخبار وطن کے ایڈیٹر کے ساتھ مولوی محمد علی صاحب نے ایک سمجھوتا کیا کہ ریویو آف ریلیجنز میں سلسلہ کے متعلق کوئی مضمون نہ ہو، صرف عام اسلامی مضامین ہوں اور وطن کے ایڈیٹر رسالہ ریویو کی امداد کا پروپیگنڈا اپنے اخبار میں کریں گے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس تجویز کو ناپسند فرمایا اور جماعت میں بھی عام طور پر اس کی بہت مخالفت کی گئی، حضرت صاحب نے فرمایا کہ کیا مجھے چھوڑ کر تم مردہ اسلام دنیا کے سامنے پیش کرو گے؟‘‘

(ذکر حبیب مولفہ مفتی محمد صادق قادیانی، ص:۱۴۶، طبع اول قادیان)

۱۳:...... میرے عزیز! مرزا غلام احمد قادیانی کی گستاخیوں کی ذنبیل میں ایک آدھ نہیں ہزاروں زہر سے بجھے ہوئے تیر ہیں، چنانچہ وہ اپنی نبوت کے بغیر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو محض قصے، کہانیوں کا مجموعہ، لعنتی، شیطانی اور قابل نفرت قرار دیتا ہے، لیجئے پڑھئے:

’’وہ دین، دین نہیں اور وہ نبی، نبی نہیں ہے جس کی متابعت سے انسان خدا تعالیٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہو سکتا کہ مکالمات الٰہیہ (یعنی نبوت، ناقل) سے مشرف ہو سکے، وہ دین لعنتی اور قابل نفرت ہے جو یہ سکھلاتا ہے کہ صرف چند منقولی باتوں پر (یعنی شریعت محمدیہ پر جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے، ناقل) انسانی ترقیات کا انحصار ہے اور وحی الٰہی آگے نہیں، بلکہ پیچھے رہ گئی ہے... سو ایسا دین بہ نسبت اس کے کہ اس کو رحمانی کہیں شیطانی کہلانے کا زیادہ مستحق ہوتا ہے۔‘‘ (ضمیمہ براہین احمدیہ، حصہ پنجم، ص:۱۳۸، ۱۳۹، روحانی خزائن ص:۳۰۶، ج:۲۱)

۱۴:...... اس کے علاوہ یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ قادیانی جہاں محمد رسول اللہ یا نبی آخر الزمان کہہ کر اپنی محبت و عقیدت کا اظہار کرتے ہیں، اس کا مصداق ان کے ہاں ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہوتے، بلکہ ان کے ہاں اس سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہوتا ہے، اس لئے کہ ان کے نزدیک نعوذ باللہ ’’محمد رسول اللہ والذین معہ‘‘ کا مصداق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہیں، بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی ہے، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنے لئے کوئی نیا کلمہ بھی ایجاد نہیں کیا، چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتا ہے:

’’ہاں حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کے آنے سے (کلمہ کے مفہوم میں) ایک فرق ضرور پیدا ہو گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بعثت سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء

شامل تھے، مگر مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بعثت کے بعد ''محمد رسول اللہ'' کے مفہوم میں ایک اور رسول کی زیادتی ہوگئی، لہٰذا مسیح موعود کے آنے سے نعوذ باللہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کا کلمہ باطل نہیں ہوتا، بلکہ اور بھی زیادہ شان سے چمکنے لگ جاتا ہے (کیونکہ زیادہ شان والا نبی مرزا غلام احمد قادیانی اس کے مفہوم میں داخل ہوگیا، ہاں مرزا کے بغیر یہ کلمہ مہمل، بے کار اور باطل رہا، اسی وجہ سے مرزا پر ایمان لائے بغیر اس کلمہ کو پڑھنے والے کافر، بلکہ پکے کافر ٹھہرے، ناقل) غرض اب بھی اسلام میں داخل ہونے کے لئے یہی کلمہ ہے، صرف فرق اتنا ہے کہ مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی آمد نے ''محمد رسول اللہ'' کے مفہوم میں ایک رسول کی زیادتی کردی ہے۔'' (کلمۃ الفصل، ص:۱۵۸، مولفہ بشیر احمد ایم اے قادیانی)

گویا مسلمان تو اس کلمہ میں ''محمد رسول اللہ'' سے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم مراد لیتے ہیں، لیکن قادیانی اس کلمہ میں مذکور ''محمد رسول اللہ'' سے مراد بعثت ثانیہ کا بروزی مظہر مرزا غلام احمد قادیانی مراد لیتے ہیں۔

۱۵:...... مرزا غلام احمد قادیانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی توہین کرتے ہوئے یہاں تک کہتا ہے کہ:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحابؓ عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھالیتے تھے، حالانکہ مشہور تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی تھی۔'' (مرزا غلام احمد قادیانی کا مکتوب، مندرجہ الفضل قادیان، ۲۲/ فروری ۱۹۲۴ء)

۱۶:...... صرف یہ نہیں کہ قادیانیوں کے ہاں مرزا غلام احمد قادیانی نعوذ باللہ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر تھے، بلکہ ان کے ہاں تو ہر شخص ترقی کرکے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ سکتا ہے، لیجئے ملاحظہ کیجئے:

''یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کرسکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے، حتیٰ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ سکتا ہے۔'' (نعوذ باللہ)

(اخبار الفضل قادیان، ۱۷/ جولائی ۱۹۲۲ء)

میرے عزیز! ان مختصر سی تصریحات اور تفصیلات کے بعد میرے خیال میں آپ کی یہ غلط فہمی دور ہوجانی چاہئے کہ: ''مولوی قادیانی مخالفت اور تعصب میں اندھے ہوگئے ہیں'' بلکہ قادیانیوں اور ان کے نام نہاد نبی کے، ایسے کرتوت ہیں کہ ان کو پڑھ، سن کر تن بدن میں آگ لگ جاتی ہے، اب آپ ہی فیصلہ فرمائیں کہ قادیانی، نبی امی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے باغی و گستاخ ہیں یا مداح وثناخواں؟

آپ کے سوال کا دوسرا جز یہ تھا کہ:

''جہاں تک حضرت مسیح ابن مریم کی توہین کا الزام ہے، تو یہ بھی قادیانیوں کو ہی سچا ثابت کرتا ہے کہ اگر مرزا صاحب انگریزوں کے خود کاشتہ تھے تو ان کے خدا کی توہین کیوں کرسکتے تھے؟ جبکہ مرزا صاحب حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی سچا اور برحق جانتے تھے۔''

میرے عزیز! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ مرزا صاحب انگریز کے خود کاشتہ تھے، یہ ہم نے نہیں لکھا، بلکہ یہ مرزا صاحب کا اپنا اقرار ہے، لہٰذا اس کے لئے ہمیں اپنی طرف سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ خود مرزا جی نے واضح طور پر لکھا ہے کہ میں انگریز کا خود کاشتہ پودا ہوں، ملاحظہ ہو:

''صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کرچکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیرخواہ اور خدمت گزار ہیں، اس ''خود کاشتہ پودا'' کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنا خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے، لہٰذا ہمارا حق ہے کہ خدمات گزشتہ کے لحاظ سے سرکار دولت مدار کی پوری عنایت اور خصوصیت توجہ کی درخواست کریں تاکہ ہر ایک شخص بے وجہ ہماری آبرو ریزی کے لئے دلیری نہ کرسکے۔'' (درخواست بحضور نواب لیفٹنٹ گورنر بہادر دام اقبالہ منجانب: خاکسار مرزا غلام احمد، از قادیان، مورخہ ۲۴/ فروری ۱۸۹۸ء، مجموعہ اشتہارات، ج:۳، ص:۲۲)

(جاری ہے)

مرسلہ: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

تذکرۃ الاصحابؓ

حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب قیصر نے اپنی قوم کے عمائد کو اسلام کی دعوت قبول کرنے میں متنفر پایا تو مجلس برخاست کردی اور دوسرے روز مجھ کو علیحدہ ایک عالیشان محل میں بلایا' وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ محل کے چہار جانب تین سو تیرہ تصاویر لگی ہوئی ہیں' قیصر نے مجھ کو مخاطب کرکے کہا کہ یہ کل تصاویر جو تم دیکھ رہے ہو' نبیوں اور رسولوں کی ہیں' کیا تم بتا سکتے ہو کہ ان میں تمہارے صاحب کی شبیہ کون سی ہے؟ میں نے بغور دیکھ کر ایک تصویر کی طرف اشارہ کیا کہ یہ شبیہ! بادشاہ نے کہا کہ بیشک یہی آخری نبی کی شبیہ ہے' قیصر نے پھر دریافت کیا کہ اس تصویر کے داہنی جانب کس کی شبیہ ہے؟ میں نے جواب دیا کہ یہ آخرالزماں کے ایک رفیق حضرت ابوبکر صدیقؓ کی شبیہ ہے۔ قیصر نے پوچھا کہ بائیں جانب یہ کس کی شبیہ ہے؟ میں نے کہا کہ یہ اس نبی کے دوسرے رفیق عمر بن خطابؓ کی شبیہ ہے۔ قیصر نے یہ سن کر کہا کہ توراۃ کی پیشینگوئی کے مطابق یہی وہ شخص ہیں جن کے ہاتھوں دین کی ترقی کمال کو پہنچے گی۔

حضرت دحیہ فرماتے ہیں کہ میں جب سفارت کو انجام دے کر خدمت نبویؐ میں حاضر ہوا تو یہ تمام قصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیصر نے سچ کہا' واقعتاً اس دین کی ترقی ان ہی دو شخصوں کے ہاتھوں کمال تک پہنچے گی......

قیاس اس کو چاہتا ہے کہ روم کے عیسائی بادشاہوں نے عہد قدیم (توراۃ) عہد جدید (انجیل) کی بیان کردہ صفات وحلیہ کے مطابق حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تصاویر بنوائی ہوں گی اور فوٹو گرافی سے پہلے فن مصوری کا کمال اس حد تک پہنچا ہوا تھا کہ کسی شخص کو آنکھ سے دیکھے بغیر صرف زبانی حلیہ بتانے پر بھی ایسی تصاویر بنائی جاتی تھیں کہ تصویر اور صاحب تصویر میں کوئی نمایاں فرق نظر نہیں آتا تھا۔

(بلاغ مبین مولانا حفظ الرحمٰن)

حافظ محمد کفایت اللہ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پہلے یمن گیا' وہاں قبیلہ ازد کے ایک بوڑھے عالم کے یہاں قیام کیا' جنہوں نے آسمانی کتابوں کا مطالعہ کیا تھا' تین سو نوے سال ان کی عمر تھی' مجھ سے فرمانے لگے: میرا خیال ہے کہ تم حرم کے رہنے والے ہو' میں نے جواب دیا: درست ہے' پھر کہنے لگے میرا خیال ہے تم قریشی ہو' میں عرض کیا: یہ بھی ٹھیک ہے' پھر فرمایا: تم خاندان تیم سے تعلق رکھتے ہو' میں نے عرض کیا: صحیح ہے' فرمانے لگے: آپ سے ایک بات اور معلوم کرنی باقی رہ گئی۔ آپ ذرا اپنا پیٹ کھول کر دکھا دیجئے' یہ کیوں؟ میں نے عرض کیا' فرمایا: میں نے علم صادق میں یہ مطالعہ کیا ہے کہ حرم (مکہ) میں ایک نبی پیدا ہوگا' ان کا ایک نوجوان اور ایک سن رسیدہ (ادھیڑ عمر کا) آدمی امداد کرے گا' نوجوان کی شان تو یہ ہوگی کہ سخت سے سخت کاموں میں پوری مستعدی سے گھسنے والا اور مشکلات کو سامنے سے ہٹا دینے والا ہوگا اور ادھیڑ عمر والے کی علامتیں یہ ہوں گی کہ سفید رنگ' کمزور' اس کے پیٹ پر ایک تل اور اس کی بائیں ران پر ایک نشان ہوگا' تو اب اس میں آپ کا کیا حرج ہے کہ آپ پیٹ کھول کر دکھا دیں کیونکہ اور علامتیں تو آپ میں پائی جارہی ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے پیٹ کھول کر دکھایا تو انہوں نے یہ کالا تل دیکھا' جو میری ناف کے اوپر ہے اور کہا: آپ وہی ہیں' قسم رب کعبہ کی۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں زمانہ جاہلیت میں قریش کے کچھ آدمیوں کے ساتھ تجارت کے سلسلہ میں شام گیا' جب ہم وہاں سے مکہ کے لئے روانہ ہوئے تو میں ایک ضرورت پوری کرنا بھول گیا' میں نے ساتھیوں سے کہا: میں ابھی آپ کے پاس پہنچنے والا ہوں (میں ان کے پاس سے ہٹا) تو واللہ میں نے دیکھا کہ میں ایک بازار میں ہوں اور ایک بطریق (پادری) کے سامنے کھڑا ہوں' بطریق نے میری گردن پکڑی' میں اس سے گردن چھڑانے کی کوشش کرتا رہا' وہ اسی طرح مجھے اپنے کنیسہ میں لے گیا' وہاں میں نے دیکھا کہ مٹی کا ایک تودہ ہے' تہہ بہ تہہ جما ہوا ہے' بطریق نے کدال اور ایک ٹوکری میرے ہاتھ میں دی اور کہا: اس مٹی کو ہٹاؤ! اب میں بیٹھ کر سوچنے لگا کہ کس طرح کروں؟ وہ بطریق دوپہر میں پھر آیا اور کہنے لگا کہ میں تو دیکھتا ہوں' تم نے کچھ بھی مٹی نہیں ہٹائی' پھر مٹھی بنا کر میرے سر کے بیچ میں ماری' اب میں بھی کھڑا ہو گیا' میں نے اس کی کھوپڑی پر مارا تو اس کا بھیجا نکل پڑا' اب میں

فوراً وہاں سے نکلا' مگر مجھے معلوم نہ تھا کہ کہاں جاؤں؟ بہرحال میں اس تمام دن اور ساری رات چلتا رہا' یہاں تک کہ صبح ہوگئی تو میں ایک دیر (گرجا) پر پہنچا اور اس کے سائے میں بیٹھ کر آرام کرنے لگا' ایک آدمی میری طرف نکل کر آیا' کہنے لگا: بندۂ خدا! یہاں کیسے آیا؟ میں نے کہا: میں اپنے ساتھیوں سے بچھڑ کر بھٹک رہا ہوں'' وہ میرے لئے کھانا اور پانی لایا اور بہت غور سے مجھے اوپر سے نیچے تک دیکھا' پھر کہنے لگا: دیکھو صاحب! اہل کتاب جانتے ہیں کہ آج مجھ سے زیادہ کتاب (بائبل) کا ماہر کوئی نہیں' مجھے آپ کی وہ شان نظر آرہی ہے کہ آپ اس دیر سے ہمیں نکال دیں گے اور اس شہر پر قابض ہوں گے' میں نے کہا: بھائی یہ بے محل باتیں کیا کر رہے ہو؟ اس شخص نے کہا: تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے کہا: عمرؓ نام ہے (ابن خطاب) کہنے لگا: واللہ بے شک آپ ہی ہیں' لہٰذا مہربانی فرما کر میرے نام یہ دیر اور جو کچھ اس میں وہ سب لکھ دیجئے' میں نے کہا: بھائی تم نے ایک احسان کیا ہے' ایسی باتیں کرکے اس کا عزا کرامت کرو' مگر اس نے پھر بھی یہی مطالبہ کیا کہ تحریر کردوں اور اب یہ بھی کہ چمڑے کے ورق میں یہ تحریر باقاعدہ لکھ دو' کہنے لگا: اس میں آپ کا بگڑتا کیا ہے؟ اگر آپ واقعی وہی شخص ہیں تو پھر ہمارا مقصد پورا ہوجائے گا اور اگر آپ وہ نہیں ہیں' تب بھی آپ کا اس میں کوئی نقصان نہیں ہے' میں نے قصہ ختم کرنے کے لئے کہا: اچھا لاؤ' چنانچہ میں نے تحریر لکھ کر دے دی اور اس پر اپنی مہر بھی لگادی۔ پھر جب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت میں شام آئے تو یہی راہب حاضر خدمت ہوا اس وقت یہ بات کھلی کہ یہ شخص قدس کے دیر کا راہب تھا' جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو دیکھا تو بہت تعجب ہوا اور ہم سے یہ بیتا ہوا واقعہ بیان کرنے لگا' راہب نے کہا: جو شرط تھی وہ پوری کرو' حضرت عمر فاروقؓ نے جواب دیا: جو کچھ فتح ہوا ہے' نہ عمر کا ہے نہ ابن عمر کا۔ (''عہد زریں'' از مولانا محمد میاںؒ)

جب عمودیہ فتح کیا گیا تو لوگوں نے دیکھا ایک کنیسہ (مندر) پر سونے سے لکھا ہوا تھا: بدترین خلف وہ ہیں' جو اپنے اسلاف کو بُرا کہیں۔ سلف کا ایک شخص خلف کے ہزار افراد سے بہتر ہے۔ اے صاحب غار! آپ نے فخر ومباہات کی عزت حاصل کرلی' کیونکہ ملک جبار (خداوند کریم) نے آپ کی ثنا کی' چنانچہ اپنی اس کتاب میں جو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل ہوئی ارشاد فرمایا: ''ثانی اثنین اذ ھما فی الغار '' (دو شخصوں میں سے ایک جبکہ وہ دونوں غار میں تھے) اے عمرؓ! آپ ''والی'' (حاکم) نہیں ہیں' بلکہ ''والد'' ہیں۔ اے عثمانؓ! آپ کو مغلوب کرکے شہید کر ڈالا' اور جب آپ کو دفن کیا جارہا تھا تو لوگوں نے آپ کے چہرہ کی زیارت بھی نہیں کی تھی۔ اے علیؓ! آپ ابرار (نیک لوگوں) کے مقتدا اور پیشوا ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کفار کی جانب سے مدافعت کرنے والے' پس دیکھو یہ صاحب غار ہیں' یہ یکتا اخیار (نیک لوگوں میں یکتا) ہیں یہ غیاث الامصار ہیں (شہروں اور باشندگان کے دادرس اور مددگار) اور یہ امام الابرار ہیں (نیک لوگوں کے مقتدا) جو شخص ان کی توہین وتنقیص کرے' اس پر جبار (خداوند عالم) کی لعنت ہو۔

اس عبارت کو پتھر پر دیکھنے کے بعد ہم نے یہاں کے پادری سے جو اس قدر بوڑھا تھا کہ اس کی بھنویں بھی لٹک کر آنکھوں پر آپڑی تھیں' دریافت کیا کہ تمہارے اس کنیسہ کے دروازے پر یہ کتنے عرصہ سے لکھا ہوا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بعثت سے دو ہزار سال پہلے سے۔ (عہد زریں از مولانا محمد میاںؒ)

☆☆..............☆☆

کلیدی عہدوں پر فائز قادیانیوں کو برطرف کیا جائے: مولانا اللہ وسایا مدظلہ

لاہور (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا مدظلہ کے دورۂ لاہور کے موقع پر مرکزی رابطہ کمیٹی کی دعوت پر جامع مسجد ربانیہ نشاط کالونی میں ایک بڑے عوامی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سب سے پہلے ختم نبوت کے لئے صحابہ کرامؓ نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا، صحابہ کرامؓ نے اپنا گھربار، اہل وعیال اور خویش واقارب سب کچھ ختم المرسلینؐ کی عزت وناموس کے تحفظ کے لئے قربان کیا، انہوں نے کہا کہ صحابہ کرامؓ نے ذاتی تعلقات اور رشتوں کو خاطر میں نہ لاکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی حفاظت کی ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ آج منکرین ختم نبوت کو ذاتی مفادات کے لئے مختلف محکموں میں مسلط کردیا گیا اور یہ اس پارٹی کی حکومت کے دوران ہورہا ہے کہ جس کی قیادت نے قانون ساز اسمبلی سے قادیانیوں کو غیرمسلم قرار دلوانے میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ تمام کلیدی عہدوں پر فائز قادیانیوں کو فوری طور پر برطرف کیا جائے۔ انہوں نے تاریخی ختم نبوت کانفرنس لاہور کے کامیاب انعقاد کے لئے تمام شرکاء پر زور دیا کہ ۱۱/اپریل کو منعقد ہونے والی کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے دن رات ایک کردیں۔ اس موقع پر میاں عبدالرحمٰن، قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا محبوب الحسن، مولانا مشتاق الرحمٰن نے بھی خطاب کیا۔

نظرثانی: مولانا سید محمود میاں

قرآن وسنت اور تواتر وتعامل

مولانا سیّد حامد میاںؒ

قرآن‘ سنت‘ تواتر اور تعامل میں انتہائی گہرا تعلق ہے اور ان پر ہی دین کی بنیاد قائم ہے‘ جس طرح اگر سنت کو چھوڑ دیا جائے تو بھی دین نہیں رہتا اور جس طرح قرآن کی تفسیر سنت سے کی جاتی ہے‘ اسی طرح قرآن وسنت دونوں کی تفسیر تواتر وتعامل کرتے ہیں۔

امت مسلمہ میں اگر کسی گروہ نے حدیث کو چھوڑا ہے تو وہ گروہ گمراہ ہوگیا ہے بالکل اسی طرح جس نے تواتر سے انحراف کیا ہے تو وہ بھی راہ حق سے ہٹ گیا ہے۔ قرآن وسنت کے باہمی ارتباط کے بارے میں قرآن حکیم میں جابجا ارشادات موجود ہیں‘ ارشاد ہے:

”اور ہم نے تم پر یہ یاد داشت اتاری کہ تم کھول دو لوگوں کے سامنے وہ چیز جو ان کے واسطے اتری ہے۔“ (سورۂ نحل)

”اور ہم نے اتاری تم پر کتاب اسی واسطے کہ کھول کر سنا دو تم ان کو وہ چیز کہ جس میں جھگڑ رہے ہیں اور سیدھی راہ دکھانے کو اور ایمان والوں کی بخشش کے لئے۔“ (سورۂ نحل)

”تم کو جو رسول دے وہ لے لو اور جس سے منع کرے وہ چھوڑ دو۔“ (سورۂ حشر)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے جن کا علمی مقام اتنا بلند ہے کہ کتب اسماء الرجال میں خلفاء اربعہ کے بعد پانچویں نمبر پر ان ہی کا اسم گرامی آتا ہے۔ اسی آیت سے استدلال فرما کر چہرہ وغیرہ پر نقش گودنے کی حرمت اور اس کام کے کرانے والے اور انجام دینے والے کے ملعون فی کتاب اللہ ہونے فتویٰ دیا ہے جیسا کہ کتب حدیث میں ہے:

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خواہش سے نہیں بولتے یہ تو بھیجا ہوا حکم ہوتا ہے۔“ (سورۂ نجم)

”ڈرتے رہیں وہ لوگ جو ان کے امر کے خلاف کرتے ہیں‘ اس سے کہ کہیں ان پر کچھ خرابی آپڑے یا انہیں دردناک عذاب پہنچے۔“ (سورۂ نور)

”تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طور طریقے بہترین ہیں۔“ (سورۂ الاحزاب)

”کہہ دو اگر تم اللہ تعالیٰ کی محبت رکھتے ہو تو میری راہ چلو۔“ (سورۂ آل عمران)

جس نے رسول کا حکم مانا اس نے اللہ کا حکم مانا۔“ (سورۂ نساء)

اسی لئے مدینہ منورہ میں تشریف لانے کے بعد نماز جیسی عظیم عبادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل اور حکم کی بنا پر بیت المقدس کی طرف رخ کرکے سترہ ماہ تک پڑھی جاتی رہی‘ جیسا کہ اس آیت مبارکہ میں ذکر فرمایا گیا ہے:

”اور ہم نے وہ قبلہ جس پر تم پہلے تھے محض اس لئے مقرر کیا تھا کہ معلوم کریں کہ کون رسول کا تابع رہے۔“ (سورۂ بقرہ)

”اور اللہ تعالیٰ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور (نافرمانی سے) بچتے رہو۔“ (سورۂ مائدہ)

ارشاد الٰہی ہوا:

”وہ ان کو نیک کام کا حکم کرتا ہے اور بُرے کام سے منع کرتا ہے اور حلال کرتا ہے‘ ان کے لئے سب پاک چیزیں اور حرام کرتا ہے ان پر ناپاک چیزیں اور اتارتا ہے ان پر ان کے بوجھ اور وہ قیدیں جو ان پر تھیں۔“ (سورۂ اعراف)

”اور کسی ایمان دار مرد اور ایماندار عورت کا کام نہیں کہ جب مقرر کردے اللہ اور اس کا رسول کوئی کام کہ ان کو اپنے کام کا اختیار رہے اور جس نے اللہ کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تو وہ راہ سے کھلا بھٹک گیا۔“ (سورۂ احزاب)

ان آیات مبارکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم آپ کے ارشادات اور آپ کا فیصلہ ماننے

کا حکم دیا گیا ہے اور یہ کہ آپ کی پیروی بھی اور آپ کی تشریح و تفسیر بھی واجب العمل ہوگی اور یہ سب چیزیں سنت اور حدیث کہلاتی ہیں۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک میں حضرت عمرؓ بن العاصؓ کی متعدد طرق سے یہ روایت دی ہے:

"میں جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتا تھا اور اسے یاد کرنا چاہتا تھا وہ لکھ لیا کرتا تھا تو مجھے قریش کے حضرات نے منع کیا اور کہنے لگے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات ہی لکھ لیتے ہو حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسان ہیں، خفگی اور خوشی میں بھی کلمات ارشاد فرماتے ہیں تو میں ان کے کہنے پر لکھنے سے رک گیا، پھر میں نے اس کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: لکھتے رہو قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اس سے وہی بات نکلتی ہے جو حق ہو اور آپ نے اپنے دست مبارک سے دہن مبارک کی طرف اشارہ فرمایا۔"

(المستدرک ص:۱۰۵، ج:۱)

یہ بالکل وہی بات ہے جو قرآن پاک میں ارشاد ہوئی کہ "وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْہَوٰی اِنْ ہُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی۔"

خطیب بغدادیؒ نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ایک خطبہ نقل فرمایا ہے، جو آپ نے غزوۂ خیبر کے موقع پر حاکم خیبر کی شکایت پر جو بڑا مکار و فریب کار تھا، ارشاد فرمایا، جس کا ایک حصہ یہ ہے:

"نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غصہ آیا آپ نے فرمایا: اے ابن عوف! اٹھو اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر لوگوں میں اعلان کردو کہ خبردار! جنت صرف مومن کے لئے ہے اور یہ اعلان کردو کہ نماز کے لئے جمع ہوجائیں، چنانچہ مسلمان جمع ہوگئے، نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز پڑھائی پھر آپ نے کھڑے ہوکر ارشاد فرمایا کہ ایک آدمی کی بربادی کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ سیر ہو، اس کا پیٹ بھرا ہو، فاخرانہ مزین سریر پر ٹیک لگائے بیٹھا ہو اور یہ نہ سمجھتا ہو کہ اللہ کے نزدیک قرآن پاک میں ذکر کردہ محرمات کے سوا بھی محرمات ہیں جبکہ میں نے خدا کی قسم بہت سی چیزوں کے بارے میں حرمت کا حکم دیا ہے، منع کیا ہے وعظ کہا ہے وہ بھی قرآن ہی کی طرح ہیں یا (تعداد میں) اس سے بھی زیادہ، میں نے چوپایوں میں ہر ذی ناب کو اور پالتو گدھوں کو حلال نہیں قرار دیا اور نہ یہ جائز قرار دیتا ہوں کہ اہل کتاب کے گھروں میں بے اجازت لئے داخل ہوا ورنہ ہی میں یہ جائز قرار دیتا ہوں کہ ان کے مال کھاؤ سوائے اس کے کہ وہ بخوشی دیں اور نہ ہی ان کی عورتوں کو مارنا پیٹنا حلال قرار دیتا ہوں جبکہ وہ جوان کے اوپر (جزیہ) لگایا گیا ہے، دیتے ہیں۔"

خطیب بغدادیؒ نے اس کے قریب المعنی بہت سی روایات اور بھی دی ہیں، قرآن و سنت کے ربط باہمی کی کچھ اور مثالیں ملاحظہ ہوں:

۱:...... قرآن پاک کی آیت میراث:

"اللہ تعالیٰ تم کو تمہاری اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہے: اور پھر اولاد...... اور ماں باپ کی وراثت کے احکام ذکر فرمائے گئے ہیں۔" (پارہ:۴، رکوع:۱۳)

اس آیت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ماں باپ یا اولاد اگر کافر بھی ہوں گے تب بھی ایک کی دوسرے کو میراث ملے گی، لیکن سنت نے بتلایا کہ اس آیت کا حکم ان ہی ماں باپ اور ان ہی بچوں کے لئے ہے جو مذہب میں ایک ہوں اگر مذہب ایک نہ ہوں گے تو یہ حکم نہ ہوگا اور اسی پر عمل چلا آرہا ہے۔

۲:...... قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"اگر کسی نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دے دیں ہیں تو اب اس کے لئے وہ عورت حلال نہیں، جب تک اس کے سوا کسی خاوند سے نکاح نہ کرے۔"

(پارہ:۲، رکوع:۱۳)

آیت سے بظاہر یہ معلوم ہو رہا ہے کہ فقط نئے مرد سے نکاح کے بعد عورت پہلے شوہر کے لئے حلال ہوجائے گی، لیکن سنت نے بتلایا کہ اس سے مراد عقد کے بعد تعلق زن وشوہر ہے اور اس کی تفسیر کے بارے میں حضرت رفاعہؓ کی اہلیہ کا واقعہ احادیث میں آتا ہے۔

۳:...... حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اور چوری کرنے والا مرد اور چوری کرنے والی عورت ان کے ہاتھ کاٹ ڈالو۔" (پارہ:۶، رکوع:۱۰)

اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم ہر چور کے لئے ہے، چاہے اس نے چھوٹی سے چھوٹی چیز چرائی ہو، لیکن سنت نے بتلایا کہ اس سے مراد وہ چور ہے کہ جس کی چوری کی مالیت چوتھائی دینار ہو۔

حضرت عمران بن الحصینؓ سے ایک شخص نے کہا کہ یہ کیا احادیث ہیں جو آپ لوگ ہم سے بیان کرتے ہیں اور قرآن کریم کو آپ لوگوں نے چھوڑ دیا ہے، انہوں نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ یہ بتلاؤ کہ اگر تم اور تمہارے جیسے لوگ سوائے قرآن کریم کے اور کچھ نہ مانیں تو کہاں سے جانو گے کہ ظہر کی نماز میں رکعتوں کی تعداد کتنی ہے اور عصر کی کتنی ہے اور اس کا وقت کب شروع ہوتا ہے اور مغرب کی نماز کیسے ہوتی ہے، عرفات

میں قیام کیسے اور رمی جمار کس طرح ہوتی ہے اور چور کا ہاتھ کہاں سے کاٹا جائے گا' گٹے سے یا کہنی سے یا مونڈھے سے؟ پھر فرمایا:

"ہم تمہیں جو احادیث سناتے ہیں ان کی پیروی کرو ورنہ خدا کی قسم تم گمراہ ہو جاؤ گے۔" (کفایہ ص:۱۶)

حضرت عمران بن الحصین رضی اللہ عنہ کے مذکورہ بالا بیان سے واضح ہو رہا ہے کہ حدیث کا قرآن سے کس قدر اہم اور گہرا ربط ہے' بالکل اسی طرح تواتر کا بھی درجہ ہے' تواتر کا مطلب ہے کہ علماء اور عوام کی جماعت کسی بات کو شروع سے نقل کرتی چلی آ رہی ہو' مثلاً قرآن پاک کی ہر ہر آیت اور ہر ہر قرأت کو شروع سے آج تک تمام علماء' قراء اور حفاظ نقل کرتے چلے آ رہے ہیں تو قرآن پاک کا قرآن ہونا تواتر کی قوت سے ثابت ہے۔ اسی طرح اور بھی بہت سی چیزیں ہیں مثلاً نمازوں کے پانچ اوقات' اذان' تکبیر' نمازوں کی رکعات اور داڑھی کا ثبوت' قربانی' شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنا اور ختنہ وغیرہ کا ثبوت بھی تواتر سے ہے' اور ایسی تمام چیزوں کے خاص احکام ہیں مثلاً مسواک کے بارے میں کہا جائے گا کہ مسواک سنت ہے اور یہ جاننا کہ یہ سنت ہے یہ بھی مسنون ہے' اس سے ناواقفیت محرومی ہے' اس کا ترک سبب عتاب ہے' اس کے مسنون ہونے کا عقیدہ رکھنا فرض ہے اور اس کی سنت کا انکار کفر ہے کیونکہ یہ تواتر عملی سے ثابت ہے' دین اسلام کے تمام عقائد و شعائر جو اہل سنت والجماعت نے اپنا رکھے ہیں وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پھر تابعین رحمہم اللہ اور تبع تابعین رحمہم اللہ کے ذریعہ ایک خاص تسلسل کے ساتھ ہم تک پہنچے ہیں' یہ ہی وہ طبقے ہیں کہ دین پر عمل کرنے کے لئے سب سے پہلے ان پر نظر ڈالنی ضروری ہوتی ہے' کیونکہ یہ وہ حضرات ہیں جو عقائد و علوم نبویہ کے حامل ہونے میں یکساں طور پر ذمہ داریاں اٹھائے چلے آ رہے ہیں' ان کی راہ سے ہٹنا گمراہی ہے۔

"اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے جبکہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو اور چلے سب مسلمانوں کے رستہ کے خلاف تو ہم اسے وہ ہی طرف دے دیں گے جو اس نے اختیار کی ہے اور ہم اسے دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ بری جگہ ہے۔" (سورۂ نساء)

اس لئے علماء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم' علماء تابعین رحمہم اللہ اور جو ان کے بعد سے آج تک آ رہے ہیں' ان کے گروہ کی پیروی باعث نجات ہے' یہی گروہ سواد اعظم کہلاتا ہے' یہی وہ گروہ ہے جسے فرقہ ناجیہ قرار دیا گیا ہے اور فرمایا گیا ہے:

"نجات پانے والا وہ ہی گروہ ہے جو اس راہ پر ہو کہ جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم۔"

نیز ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ اس امت کو کبھی بھی گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اور ارشاد فرمایا کہ اللہ کا ہاتھ (مدد) جماعت کے ساتھ ہے اس لئے سواد اعظم کی پیروی کرتے رہو کیونکہ جو الگ ہوتا ہے وہ اکیلا جہنم کی طرف الگ کر دیا جاتا ہے۔" (حاکم مستدرک ص:۱۱۵ ج:۱' عن ابن عمرو ابن عباس و انس رضی اللہ عنہم)

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روایت فرماتے ہیں:

"نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھر بھی جدا ہوا تو اس نے اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے اتار پھینکا۔" (مستدرک حاکم ص:۱۱۷)

ایک بار حضرت عمرؓ نے جابیہ میں خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث نقل فرمائی' جس میں ایک جملہ یہ ہے:

"تم میں سے جو بھی جنت کا اعلیٰ حصہ حاصل کرنا چاہتا ہو تو اسے جماعت کے ساتھ رہنا چاہئے۔" (مستدرک حاکم:۱۱۴)

جماعت سے مراد جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہے' اہل سنت والجماعت وہی لوگ ہیں جو سنت کو مانتے ہوں' اور جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پیروکار ہوں' جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اطراف عالم میں پھیلے تو ان سے دین سیکھنے والے علماء بھی اسی طرح پھیل گئے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بڑی بڑی فہرستیں کہ کون کون صحابی کس کس مقام پر گئے اور کتنی تعداد تھی' طبقات ابن سعد میں ہیں' لیکن حاکم رحمہ اللہ نے بھی معرفت علوم الحدیث میں مختصر فہرست صرف تین صفحات میں دی ہے' البتہ انہوں نے تابعین رحمہم اللہ اور تبع تابعین رحمہم اللہ کے مشہور ائمہ ثقاۃ کی فہرست جو شرقاً غرباً معروف تھے خاصی طویل یکجا کر دی ہے' ان کے نام دہرانے تو اس مضمون میں ممکن نہیں' البتہ مقامات کے نام اور یہ کتنی کتنی سطور میں ہیں' ذکر کرتا ہوں:

"اہل مدینہ کی فہرست ۱۴ سطور میں' اہل کوفہ کی فہرست ۲۷ سطور میں' اہل مکہ کی فہرست ۶ سطور میں' اہل جزیرہ کی فہرست ۱۰ سطور میں' اہل مصر کی فہرست ۵ سطور میں' اہل شام کی فہرست ۲۰ سطور میں' اہل واسط کی فہرست ۴ سطور میں' اہل یمن کی فہرست ۹ سطور میں' اہل خراسان کی فہرست ۱۹ سطور میں' اہل یمامہ کی فہرست ۲ سطور میں۔"

(معرفت علوم الحدیث ص:۲۴۳ تا ۲۴۹)

یہ فہرست خیر القرون کے قرن ثانی اور قرن ثالث کے ائمہ معروفین پر مشتمل اور اسی دور میں مسائل و قضایا اور اصول فقہ وغیرہ سب مرتب ہو گئے اور پوری

دنیا میں پھیل گئے۔

ان ہی علماء امت کا عمل اہل اسلام کے نزدیک معتبر چلا آرہا ہے اور اسی کا نام ''تعامل'' ہے' مثلاً امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صرف اہل مدینہ کا عمل بھی حدیث صحیح سے زیادہ قوی ہے' کیونکہ اہل مدینہ کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہی رائے تھی کہ وہاں کے باشندوں کا عمل بہت بعد تک وہی رہا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا' مثلاً حضرت انس رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ تشریف لائے تو ان سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے اب تک آپ نے ہم میں کیا تبدیلی دیکھی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا:

''میں نے تم لوگوں میں کوئی چیز اجنبی اور نئی نہیں دیکھی سوائے اس کے کہ تم صفیں صحیح طرح درست نہیں کرتے۔''

(رواہ البخاری' ص:۱۰۰)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی بعض جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

''میں نے اپنے شہر مکہ میں اسی طرح لوگوں کو (علماء کو) کرتے دیکھا ہے۔''

صلوٰۃ خوف کے بارے میں قرآن پاک میں آتا ہے: ''یعنی اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب تم ان میں ہو تو اس طرح صلوٰۃ خوف ادا کرو۔''

اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ صلوٰۃ خوف ادا کرنے کا جو طریقہ قرآن کریم میں پانچویں پارہ میں بتلایا گیا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص تھا' لیکن تعامل سلف سے معلوم ہوا کہ یہ حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا دوسروں کے لئے بھی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی قائم ہے۔

غرض عقائد و اعمال اسلام کی بنا' جس طرح قرآن کریم پر ہے' اسی طرح احادیث تواتر اور اجماع پر بھی ہے اور ان سب کا آپس میں ربط قوی ہے اور ایک مسلمان کو یہ سب چیزیں ماننی ضروری ہیں۔ نیز تعامل علماء بھی اہم چیز ہے حتیٰ کہ ''تعامل علماء بلد'' (یعنی کسی علمی مرکزی شہر کے علماء سلف کا کسی چیز پر متفق ہوکر عمل کرنا) بھی بہت سے مسائل میں ائمہ سلف نے حجت قرار دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فضل و کرم سے دین اسلام کی صحیح سمجھ عطا فرمائے اور اس پر استقامت بخشے۔ آمین۔

جدید ایڈیشن

تذکرۃ المجاہدین ختمِ نبوت

اور

قادیانیوں کے عبرت انگیز واقعات

جمع و ترتیب: شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا

☆ اولیاء اللہ کے وجد آفرین واقعات جنہوں نے اپنی بصیرت و کشف کے ذریعے امت مسلمہ کو فتنہ قادیانیت کی زہرناکیوں سے محفوظ و مامون رکھا۔ ☆ دلیر اور دلاور ماؤں کے تذکرے، جنہوں نے آمنہؓ کے لال کی عزت و ناموس کی حفاظت کے لئے اپنے جگر کے ٹکڑوں کو اپنی ممتا کے ہاتھوں ہار پہنا کر سوئے مقتل روانہ کیا۔ ☆ آتش نوا اور جہاد پرور خطیبوں کی باتیں جنہوں نے دلوں کے سمندروں میں طغیانی بپا کر دی۔ ☆ جیالے، جری اور کڑیل جوانوں کی روشن حکایات جنہوں نے خون دل دے کر ختم نبوت کے چراغ کو فروزاں رکھا۔ ☆ پیران عظام اور علمائے حق کی ولولہ انگیز داستانیں جنہوں نے خانقاہیں چھوڑ کر اور شمشیر جہاد لہرا کر مجاہد اعظم ختم نبوت سیدنا صدیق اکبرؓ کی سنت کو زندہ و تابندہ رکھا۔ ☆ شیر دل اسیران تحریک ختم نبوت کے پرسوز اور رقت انگیز واقعات جنہوں نے وفائے محبوبؐ کے جرم میں پس دیوار زنداں سنت یوسفؑ ادا کی۔ ☆ مسیلمہ کذاب کی اولاد خبیثہ کی ٹھکائی۔ ☆ منافقوں کے چہروں سے نقاب کشائی۔ ☆ غداران ملت کی راز افشائی۔ ☆ مرزائی نوازوں کی تاریخ کے کٹہرے میں رونمائی۔ ☆ اور گورے انگریز کے جانشین کالے انگریزوں کی شناخت پریڈ۔

قیمت 200 روپے

علماء، طلبا اور مبلغین ختم نبوت کے لئے خصوصی رعایت

ناشر: مکتبہ لدھیانوی ۱۸ اسلام کتب مارکیٹ، بنوری ٹاؤن کراچی 0321-2115595

مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی

ماحول کا اثر

مولانا عبداللہ خالد قاسمی

ماحول اور صحبت انسان کی زندگی پر بہت زیادہ اثر انداز ہوتے ہیں۔ ماحول اور صحبت کی وجہ سے انسان کی زندگی کی نشوونما ہوتی ہے' انسان جس ماحول اور جیسی صحبت میں رہتا ہے' ویسا ہی ہوجاتا ہے' صحبت کے سلسلہ میں حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی:

"بیٹا! صلحاءؒ کی مجلس میں بیٹھا کر اس سے تو بھلائی کو پہنچے گا اور ان پر رحمت نازل ہوگی تو تو بھی اس میں شریک ہوگا اور بروں کی صحبت میں کبھی نہ بیٹھا کر اس سے بھلائی کی توقع نہیں اور کسی وقت ان پر کوئی آفت نازل ہوئی تو تو بھی شریک ہوجائے گا۔"

اس لئے بری صحبت کے اثرات سے احتراز کرنا چاہئے' اللہ والوں کی صحبت اور ان کے پاس بیٹھنے کو اکسیر سمجھنا چاہئے' ان کی صحبت نیک اعمال کی ترقی کا سبب بنتی ہے:

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

اسی طرح ماحول بھی انسانی زندگی کی تعمیر و تشکیل میں بہت زیادہ اثر انداز ہوا کرتا ہے۔ ماحول کی اثر آفرینی کے بہت سے قصے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی نور اللہ مرقدہٗ نے اپنی آپ بیتی میں تحریر فرمائے ہیں۔ بغرض افادہ و استفادہ نذر قارئین ہیں:

حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ گنگوہ میں لال مسجد کے نام سے جو مشہور مسجد ہے' میرے والد صاحب کا ابتدائی طالب علمی کے زمانے میں وہیں قیام تھا' اس کے سامنے مولوی احمد حسن صاحب مرحوم کی ایک تال تھی' اپنے بچپن میں' میں نے بھی مولوی مرحوم کو دیکھا ہے' بہت بوڑھے' اپنی تال کے دروازے پر چار پائی میں پڑے رہا کرتے تھے' وہ اپنا قصہ سنایا کرتے تھے اور اپنے پوتوں سے یوں کہا کرتے تھے کہ بچو! تمہیں کیا کہوں ماحول اور زمانہ کا تغیر تو خود مجھ پر بھی گزر چکا ہے۔ میں اپنی جوانی میں اسی تال میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک نوجوان فوجی گزرا اور اس نے لال مسجد کو جھک کر سلام کیا' میں نے اس کو بلایا کہ بھائی اور تو بہتیری چیز دیکھی مگر مسجد کو جھک کر سلام کرنا ابھی تک نہیں دیکھا؟ اس نے کہا کہ اللہ کا گھر ہے' میرے بار بار اصرار سے پوچھنے پر اس نے یہ قصہ سنایا کہ میں اپنی ابتدائی جوانی میں گھر سے ناراض ہوکر بھاگ گیا' صحت اچھی تھی' اس لئے سہارنپور جاکر پولیس میں نوکری کرلی' پھر دو تین سال میں مجھے فوج میں بھرتی کرلیا گیا' فوج میں بھرتی ہونے کے بعد خوب لوٹ مار کی اور جائز ناجائز جو کچھ ملا بس جمع کیا' دو تین سال کے بعد میں نے سو اشرفیاں جمع کرلیں اور گھر والوں کو دکھلانے کے واسطے چل پڑا' جب گنگوہ پہنچا تو میں نے سوچا کہ خوب نہا دھوکر اور بن سنور کر گھر جاؤں' اس لئے اسی مسجد کے غسل خانہ میں نہایا اور اس کی کھونٹی پر اپنی سو اشرفیاں والی ہمیانی لٹکادی' جو کمر کے قریب

بہشت کے باسی

عہد صحابہ کرامؓ میں ایک حبشی غلام باغ میں کام کررہا تھا' اس کا کھانا آیا تو ساتھ ہی ایک کتا بھی باغ میں آکر غلام کے پاس کھڑا ہوگیا' غلام نے ایک روٹی اس کے سامنے ڈال دی' یہ کھاکر کھڑا رہا' غلام نے دوسری پھر تیسری روٹی بھی اسے کھلادی اور اپنے کام میں مشغول ہوگیا۔ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ اتفاق سے وہیں کھڑے دیکھتے رہے' انہوں نے غلام سے پوچھا تمہارے لئے روزانہ کتنی روٹیاں آتی ہیں؟ کہا تین روٹیاں فرمایا کہ تینوں کا ایثار کیوں کردیا؟ غلام کہنے لگا دراصل یہاں کتے رہتے نہیں ہیں' یہ غریب بھوکا کہیں بڑی دور سے مسافت طے کرکے آیا ہے' اس لئے مجھے اس کو بھوکا واپس کرنا اچھا نہیں لگا۔ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا: آج کیا کھاؤ گے؟ غلام نے کہا ایک دن فاقہ کرنا کیا مشکل ہے۔ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ جو سخاوت میں بڑے مشہور تھے فرمانے لگے لوگ مجھے سخی کہتے ہیں جب کہ مجھ سے بڑا سخی تو یہ غلام ہے۔ چنانچہ انہوں نے مالک سے وہ باغ اور غلام خرید کر غلام کو آزاد کرکے باغ اسے ہدیہ کردیا۔

(احیاء العلوم ۳/۲۵۸ بحوالہ کتابوں کی درسگاہ میں ص:۷۰)

جا کر یاد آئی' فوراً وہاں سے لوٹا یہاں آ کر دیکھا تو نہیں ملی' واپس چلا گیا' اس کے بعد جب اس مسجد پر آتے جاتے گزر ہوتا ہے تو اس مسجد کو سلام کرتا ہوں یہ سن کر حاجی احمد حسن نے اس فوجی سے کہا کہ دیکھ وہ چھپر کے نیچے کھونٹی میں ایک چیز لٹک رہی ہے' وہی تو تیری نہیں ہے؟ اس نے دیکھا اور خوشی سے کود پڑا اور کہنے لگا جی یہی ہے' یہی ہے' اس نے اشرفیوں کو نکال کر دیکھا تو پوری سو تھیں' اس نے اس میں سے دس اشرفیاں نکال کر دونوں ہاتھوں سے میرے سامنے پیش کیں' مجھے اس وقت اس کے اس عمل سے بہت غصہ آیا اور اس سے کہا کہ اس واسطے تین سال سے اس کی حفاظت کر رکھی ہے کہ تو اس کی مزدوری دے گا۔

مگر بچو! تمہیں ماحول کا کیا اثر بتلاؤں کہ اب بڑھاپے میں یوں سوچا کرتا ہوں کہ جب وہ اتنی خوشامد کر رہا تھا اگر لے لیتا تو کیا حرج تھا؟

اسی کے ساتھ ایک دوسرا قصہ بھی میں نے اپنے والد صاحب سے کئی مرتبہ سنا کہ جب نہر جمن کھودی جارہی تھی تو نانوتہ کے قریب زمین کھودتے ہوئے سونے کی ایک سری بہت لمبی بہت موٹی نکلی جو مزدوروں نے سقہ کو دے دی اور وہی سقہ تمام مزدوروں کا امیر تھا' اس نے اسے اٹھا کر ایک انگریز کو جو اس کا ٹھیکیدار تھا لے جا کر دے دی' اس نے اس کو رکھ لیا اور اندراج کرلیا' مگر ان مزدوروں پر بہت تعجب کرتا رہا کہ اتنی بڑی دولت ان کو ملی آپس میں بانٹ لیتے تو کسی کو کیا خبر ہوتی؟ بیس پچیس سال کے بعد جب کہ یہ انگریز مظفر نگر کا کلکٹر بنا تو اس کی عدالت میں ایک مقدمہ پیش ہوا کہ ایک سقہ نے ایک کمسن بچی کے کان میں گلٹ کی بالیوں کو سونے کی سمجھ کر اس بچی کو قتل کرکے بالیاں نکال لیں اور اسے کنویں میں ڈال دیا' جب عدالت میں اس مجرم کو پیش کیا گیا تو اس انگریز کلکٹر نے اس کو پہچان لیا اور اس سے دریافت کیا کہ تو وہی سقہ ہے جس نے نہر جمن کی کھدائی میں سونے کی سری مجھے لاکر دی تھی' اس نے اس کا اقرار کیا' کلکٹر نے اس سے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس وقت تم نے اتنی بڑی دولت ہمیں لاکر دے دی اور آج ایک معمولی سی چیز کے لئے تم نے ایک بچی کو قتل کردیا' اس سقہ نے کہا: اس وقت ہمارے ذہن میں یہ تھا کہ دوسروں کی چیز نہیں لی جاسکتی' اس کو ہم سور کھانے سے زیادہ برا سمجھتے تھے اور آج کل یہ ہے کہ جو مل جائے وہ اپنا ہی ہے۔ کلکٹر نے مقدمہ یہ کہہ کر خارج کردیا کہ یہ ہماری حکومت کا اثر ہے اس کا قصور نہیں۔

حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ (المعروف علی میاں) نے حضرت شاہ عقوب صاحب مجددی کے جو ملفوظات نقل کئے ہیں' اس میں حضرت شاہ صاحب کا ارشاد نقل کیا ہے کہ آدمی جس ماحول میں رہتا ہے عموماً اس میں رنگ جاتا ہے' اس کا ذہن اور دل ودماغ اسی میں چلتا ہے اور سارے اعضاء اس سے مانوس ہوجاتے ہیں وہ جب دوسرے ماحول میں جاتا ہے تو بڑی اجنبیت محسوس کرتا ہے' حضرت مجدد صاحب نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں کہ ایک چمڑا پکانے والے کا لڑکا اپنے ماحول سے اتنا متاثر تھا کہ ایک بار وہ عطر کی دکان سے گزرا تو عطر کی خوشبو کا متحمل نہ ہوسکا اور بے ہوش ہوکر گر پڑا' جب باپ نے پرانا چمڑا سونگھایا تو ہوش آیا۔ یہی حال آج کل کے گندے ماحول کا ہے کہ اس ماحول میں پرورش پانے والا اچھے اور صالح ماحول میں گھٹن محسوس کرتا ہے اور وہ ماحول اس کے ذہن ودماغ پر بوجھ معلوم ہوتا ہے۔ (آپ بیتی جدید ایڈیشن ۲/۸۰۸تا۸۱۹) ☆

ایثار

امام حسنؓ اور امام حسینؓ دونوں سخت بیمار ہوگئے، حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ بہت پریشان تھے، انہوں نے منت مانی کہ اگر لڑکے صحتیاب ہوگئے تو ہم دونوں میاں بیوی متواتر تین دن تک روزے رکھیں گے۔ منت پوری ہوئی اور بچے تندرست ہوگئے، والدین نے روزے رکھنے شروع کئے، پہلے دن حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ نے پانی کے ایک پیالے پر روزہ افطار کیا، نماز مغرب ادا کی اور کھانے کے لئے بیٹھے، اس دن کھانے کے لئے صرف جو کی چند روٹیاں تھیں، ابھی انہوں نے نوالہ اٹھایا ہی تھا کہ باہر سے کسی فقیر نے صدا دی، صدا سن کر حضرت فاطمہؓ نے دسترخوان سے تمام روٹیاں اٹھائیں اور جاکر فقیر کی جھولی میں ڈال آئیں، اس رات روٹی کا ایک لقمہ بھی ان کے حلق میں نہیں گیا۔ دوسرے روز انہوں نے پھر روزہ رکھا اور روزہ کھولنے کے بعد نماز سے فارغ ہوکر کھانے پر بیٹھے تو پھر کسی سوالی کی صدا کانوں میں آئی، حضرت فاطمہؓ دروازے پر گئیں دیکھا کہ دو یتیم بچے بھوک سے بدحال کھانے کو کچھ مانگ رہے ہیں۔ فاطمہؓ واپس گھر آئیں دسترخوان پر جو کچھ بھی تھا سمیٹا اور جاکر یتیم بچوں کو دے آئیں، اس رات بھی دونوں میاں بیوی کچھ کھائے بغیر سوگئے۔ تیسرے دن بھی یہی ہوا کہ روزہ کھولنے کے بعد جب دونوں کھانا کھانے بیٹھے تو کوئی حاجت مند آگیا، حضرت فاطمہؓ نے تمام کھانا اسے دے دیا اور خود بھوکی سورہیں، حضرت علیؓ بھی بھوکے ہی رہے۔

محمد فاروق قریشی، کراچی

امانت داری!

ایک بہترین وصف

محمد ظہیر الدین

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

’’اور جو اپنی امانتوں اور اپنے قول وقرار کی حفاظت کرتے ہیں۔‘‘

(المومنون)

لین دین کے معاملات میں جو اخلاقی وصف مرکزی حیثیت رکھتا ہے وہ دیانتداری اور امانت ہے۔ اس سے مقصد یہ ہے کہ آدمی اپنے کاروبار میں اور اپنے معاملات میں دیانت سے کام لے۔

اللہ تعالیٰ نے جو شریعت عطا فرمائی ہے‘ اسے امانت سے تعبیر فرمایا۔ ارشاد فرمایا: ’’انا عرضنا الامانۃ ‘‘معلوم ہوا کہ پوری شریعت جو ہمیں عطا فرمائی گئی وہ ایک امانت ہے‘ لہٰذا ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم شریعت کے مطابق اپنے مالک اور خالق کے تمام حقوق ادا کریں۔ اگر ہم یہ حقوق ادا نہیں کریں گے تو خائن ٹھہریں گے۔

اللہ تعالیٰ کا فرشتہ جو انبیاء علیہم السلام کے پاس پیغام خداوندی لایا کرتا تھا‘ وہ بھی صفت امانت سے متصف تھا۔ فرمایا: ’’اس پیغام کو لے کر امانت والی روح اتری۔‘‘

قرآن کریم میں اکثر نبیوں کے لئے بھی لفظ ’’امین‘‘ استعمال کیا گیا ہے۔ ارشاد ہے: ’’انی لکم رسول امین‘‘ میں تمہارے لئے امانتدار پیغامبر ہوں‘ یعنی میں اللہ کا پیغام بغیر کمی وبیشی کے تم تک پہنچاتا ہوں۔

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نبوت سے پہلے مکہ والوں نے یہی لقب ’’امین‘‘ دیا۔

ایمانداروں کی صفت بھی یہی بتائی گئی ہے کہ وہ اپنی امانتوں اور وعدوں کا خیال رکھتے ہیں۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کعبۃ اللہ شریف کی چابی عثمان بن طلحہ بن عبدالدار کے پاس ہوتی تھی۔ جب مکہ فتح ہوا تو وہ چابی ان سے لے لی گئی۔ اس پر اللہ جل شانہ نے فرمایا:

’’ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامٰنٰت الی اھلھا‘‘

ترجمہ: ’’اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے مالکوں کے حوالے کردو۔‘‘

اسی حکم کے پیش نظر یہ چابی عثمان بن طلحہ کو واپس کی گئی‘ اس نے پوچھا کہ یہ چابی مجھے کیوں واپس کررہے ہو؟ تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا حکم ہے‘ اسلام کی اس اعلیٰ درجے کی دیانتداری کو دیکھ کر وہ مسلمان ہوا۔

امانت کا مفہوم بہت بڑا اور وسیع ہے‘ عموماً ہمارے معاشرے میں امانت کا اطلاق روپے‘ پیسے اور مال وجائیداد پر ہوتا ہے‘ کسی کی کوئی چیز آپ کے پاس ہے‘ اس کا ادا کرنا بھی امانت ہے‘ کسی آدمی کا آپ پر کوئی حق ہے تو اس کو ادا کرنا‘ کسی کی کوئی پوشیدہ بات معلوم ہے اس کو چھپانا‘ کسی مجلس میں دوسرے آدمیوں کی باتیں سن کر ان کو دوسروں تک نہ پہنچانا‘ یہ سب امانت کے مفہوم میں داخل ہیں‘ کسی کے مشورہ طلب کرنے پر اس کو صحیح مشورہ دینا‘ اگر کوئی آدمی کسی ادارے کا استاد ہے تو اس ادارے کے قوانین کے مطابق اپنی ڈیوٹی ادا کرنا یہ بھی امانت میں داخل ہے‘ اگر اس میں کوئی سستی کا مظاہرہ کرتا ہے یا وقت مقررہ پر نہیں پہنچ پاتا یا دوران تعلیم ادارے کی اجازت کے بغیر کہیں نکل جاتا ہے تو یہ سب امانت کے خلاف ہے۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق‘ جس میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں اور جس میں عہد کا پاس نہ ہو اس میں دین نہیں‘ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے‘ کسی بندے کا اس وقت تک دین درست اور ٹھیک نہیں ہوگا‘ جب تک اس کی زبان درست نہ ہو اور اس کی زبان درست نہیں ہوگی جب تک اس کا دل درست نہیں ہوگا اور جو آدمی کسی ناجائز طریقے سے مال حاصل کرے گا اور اس میں سے خرچ کرے گا تو اس کو اس میں برکت نہیں دی جائے گی اور اگر اس سے خیرات کرے گا تو قبول نہیں ہوگی اور جو اس میں سے بچے گا وہ اس کے دوزخ کی طرف سفر کا توشہ ہوگا‘ بُری چیز بُری چیز کا کفارہ نہیں بن سکتی‘ البتہ اچھی چیز خیر کا کفارہ ہوتی ہے۔ (طبرانی کبیر)

حدیث پاک میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں‘ ان میں ایک یہ ہے کہ جب اس کو امانت دی جائے تو وہ اس میں خیانت کرے۔

آج ہم سے امانت میں خیانت ہورہی ہے‘ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ سب سے پہلے امت سے امانت کا جوہر جاتا رہے گا۔

اللہ تعالیٰ امانت میں خیانت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ☆......☆......☆

کھانسی، نزلہ، زکام
کسی موسم یا کسی وقت کے پابند نہیں

ہمدرد کی مجرب دوائیں ان کا علاج بھی ہیں اور ان سے محفوظ رہنے کی مؤثر تدبیر بھی

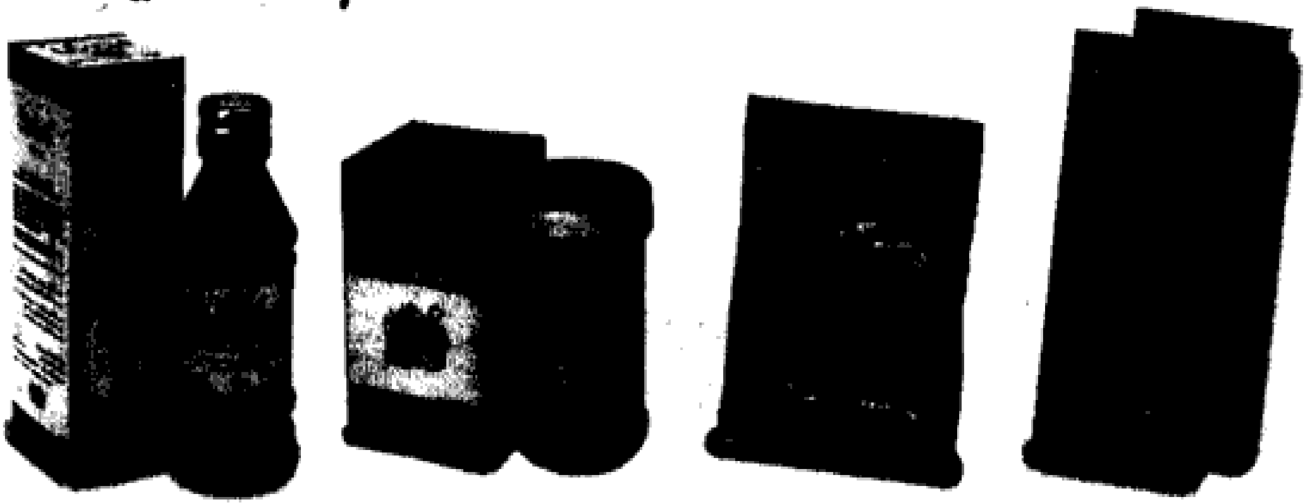

سُعالین

مُفید جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ سُعالین گلے کی خراش اور کھانسی کا آسان اور مؤثر علاج۔ آپ گھر میں ہوں یا گھر سے باہر، سرد و خشک موسم یا گرد و غبار کے سبب گلے میں خراش محسوس ہو تو فوراً سُعالین لیجیے۔ سُعالین کا باقاعدہ استعمال گلے کی خراش اور کھانسی سے محفوظ رکھتا ہے۔

جوشینا

نزلہ، زکام، فلو اور اُن کی وجہ سے ہونے والے بخار کا آزمودہ علاج۔ جوشینا کا روزانہ استعمال موسم کی تبدیلی اور فضائی آلودگی کے مضر اثرات بھی دُور کرتا ہے۔ جوشینا بند ناک کو فوراً کھول دیتی ہے۔

لعوق سپستاں

نزلے زکام میں سینے پر بلغم جم جانے سے شدید کھانسی کی تکلیف طبیعت نڈھال کر دیتی ہے۔ اس صورت میں صدیوں سے آزمودہ ہمدرد کا لعوق سپستاں، خشک بلغم کے اخراج اور شدید کھانسی سے نجات کا مؤثر ذریعہ ہے۔

ہر موسم میں، ہر عمر کے لیے

صُدوری

مؤثر جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ خوش ذائقہ شربت۔ خشک اور بلغمی کھانسی کا بہترین علاج۔ صدوری سانس کی نالیوں سے بلغم خارج کر کے سینے کی جکڑن سے نجات دلاتی ہے اور پھیپھڑوں کی کارکردگی کو بہتر بناتی ہے۔ بچوں، بڑوں سب کے لیے یکساں مُفید۔

شوگر فری صُدوری بھی دستیاب ہے۔

سُعالین، جوشینا، لعوق سپستاں، صُدوری۔ ہر گھر کے لیے بے حد ضروری

ہمدرد

مدینۃ الحکمۃ تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ۔

ہمدرد کے متعلق مزید معلومات کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کیجیے!
www.hamdard.com.pk

صبر اور اس کی جزا

مولانا محمد نذر عثمانی

مرض اور بیماری کی آزمائشوں سے عام طور پر کوئی بھی محفوظ نہیں اور جو اس حالت میں صبر کرتا ہے، قرآن وسنت میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے، قرآن کریم میں حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر نمونہ کے طور پر بیان ہوا ہے، ان کے اندر حالت مرض میں صبر کی بے پناہ طاقت اللہ نے عطا فرمائی تھی اسی لئے صبر ایوب ضرب المثل بن گیا، بقول ایک عربی شاعر:

"حضرت ایوبؑ کا صبر پریشانی
زیادہ ہونے کے وقت ہمارے لئے نمونہ
ہے، جس میں ہمارے لئے پناہ گاہ ہے جس
کے نور سے پریشانی ختم ہوجاتی ہے۔"

حضرت ایوب علیہ السلام کے علاوہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنے لخت جگر حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق پر بے حد صدمہ پہنچا، جن سے ان کی صحت متاثر ہوئی اور روتے روتے بینائی ختم ہوگئی۔ حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی نے لقمہ بنالیا پھر بحکم خدا ایک کنارے پران کو اگل دیا، اس وقت وہ بے حد نحیف و کمزور تھے، مگر وہ صبر سے کام لیتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں طاقت لوٹادی دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بھی تمام مسلمانوں کے لئے صبر کے بارے میں بھی نہایت اعلیٰ، عمدہ نمونہ اور مشعل راہ ہے، حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! سب سے سخت آزمائش کس کی ہوتی ہے؟ فرمایا: انبیاء کی پھر کس کی؟ فرمایا: پھر اہل علم کی، پوچھا پھر کس کی؟ ارشاد ہوا: نیک بندوں کی، پھر فرمایا کہ پچھلے لوگوں میں سے کسی پر جوئیں مسلط کردی جاتی تھیں جو اسے مار ڈالتیں تھیں، یہ آزمائش ہوتی تھی اور کسی کو فقر میں مبتلا کردیا جاتا تھا، یہاں تک کہ اسے ایک عبا کے سوا کوئی لباس میسر نہ ہوتا تھا، ان کو آزمائش پر اتنی مسرت ہوتی تھی، جتنی تم کو نعمتوں اور عطیات پر ہوتی ہے۔ (رواہ ابن ماجہ ص:۵۹)

اسی طرح کی آزمائش ہر طبقے پر اپنے اعمال یا درجات کی بنیاد پر ہوتی ہے جتنی مشقت ہوتی ہے اتنا ہی اس کا اجر ملتا ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپؐ بخار میں تھے اور چادر اوڑھے ہوئے تھے، میں نے چادر کے اوپر ہاتھ رکھا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول آپ کو کتنا سخت بخار ہے، آپؐ نے فرمایا: ہم پر اسی طرح سخت آزمائش آتی ہے اور دوہرا اجر ملتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام مسلمانوں کو حالت مرض میں صبر کی تاکید فرماتے تھے اور بیماری کو گناہوں سے پاکی کا ذریعہ اور ترقی درجات کا زینہ بتاتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت والی حدیث میں رسالت مآب ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: بلاشبہ اہل ایمان پر سختی کی جاتی ہے اور جس مسلمان کو کوئی چوٹ لگتی ہے، کانٹا چبھتا ہے، درد ہوتا ہے اور وہ صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی خطاؤں کا کفارہ بنادیتا ہے اور اس کے درجے بلند کردیتا ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی زندگیاں بھی اسی رنگ میں رنگی ہوئی تھیں جس کی تربیت معلم انسانیتؐ نے فرمائی تھی، انہوں نے پورے صبر اور عزیمت وحوصلہ مندی کے ساتھ بیماری، تکلیف، بھوک پیاس کی مشقت کا مقابلہ کیا، کبھی تکلیف کی شدت ان کو بے چین کردیتی اور کبھی بھوک اور پیاس کی وجہ سے انہیں بے ہوشی آلیتی لیکن ان صحابہ کرام کا صبر ہر لحاظ سے ممتاز تھا، دکھ تکلیف، بھوک پیاس میں سب کچھ برداشت کرلیتے تھے، حتیٰ کہ سات سات آدمی ایک ہی کھجور کو باری باری چوستے تھے تاکہ بھوک کی شدت میں کمی آسکے، اس کے علاوہ ان کے پاس کھانے کے لئے کچھ بھی نہ ہوتا تھا۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک کالی عورت آپؐ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا کہ: مجھے مرگی آتی ہے اور میرا بدن کھل جاتا ہے، آپ میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کردیجئے، آپؐ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو صبر کرو اور تم کو جنت ملے اور چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کردوں کہ تم کو عافیت عطا فرمادے، تو اس عورت نے عرض کیا کہ: میں صبر کروں گی مگر آپؐ اتنی میرے لئے دعا کردیجئے کہ میرا بدن نہ کھلے، تو آپؐ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔

تکلیف کے وقت صبر بہت مشکل معلوم ہوتا ہے لیکن اس کا نتیجہ اچھا نکلتا ہے۔ اردو میں مثل مشہور ہے کہ "صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے" جبکہ عربی محاورہ میں ہے کہ: "صبر ایلوے سے زیادہ کڑوا اور پھل سے زیادہ میٹھا ہے" صبر اور شکر کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے ایک بہت ہی عمدہ اصول بتایا ہے اور وہ یہ کہ: ”دنیا کے معاملہ میں اپنے سے نیچے والے کو دیکھو اور دین کے معاملہ میں اپنے سے اوپر والے کو دیکھو، ایسا کرنے سے اللہ کی نعمتوں کی قدر دانی ہوگی۔“ (مشکوٰۃ المصابیح)

جب کوئی شخص دوسروں کی حالت پر غور کرے گا، کوئی نابینا ہے، کوئی لنگڑا ہے، کسی کے ہاتھ اور کسی کے تو پاؤں بھی نہیں اور اپنا حال ان سب سے بہتر ہے، اعضاء سب صحیح سالم ہیں، ضرورتیں بھی پوری ہو رہی ہیں تو اللہ کا شکر دل سے ادا کرنے کی طرف متوجہ ہوگا، اگر انسان اپنے دل کی آنکھیں کھلی رکھے اور خلق خدا پر عبرت کی نظر ڈالے تو اپنے آپ کو بڑے آسانی سے صابر و شاکر بنا سکتا ہے۔ اہل علم فرماتے ہیں کہ ایک تو ہے صبر کرنا اور ایک ہے صبر آجانا، ثواب صبر کرنے پر ملتا ہے۔

ایک خاتون اپنے بیٹے کی موت پر رو رہی تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو صبر کی تلقین فرمائی، اس عورت نے کہا کہ آپ کو کیا معلوم کہ مجھے کیا مصیبت پہنچی ہے؟ جب آپؐ تشریف لے گئے تو اس کو کسی نے متنبہ کیا کہ تم نے اللہ کے رسول کو ایسا نامناسب جواب دیا (اس کو معلوم نہ تھا کہ آپ کون ہیں؟) جب اس کو معلوم ہوگیا تو گھبرا گئی کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا بے تکا جواب دے دیا، چنانچہ وہ معذرت کے لئے در دولت پر حاضر ہوئی تو آپؐ نے فرمایا: ”صبر وہی معتبر ہے جو صدمہ اولیٰ کے وقت ہو۔“ (مشکوٰۃ)

مطلب یہ ہے کہ بعد میں صبر آ ہی جاتا ہے جس وقت تازہ تازہ مصیبت ہو اس وقت نفس و زبان پر قابو پانا ہی اصل صبر ہے۔

حدیث شریف میں یہ بھی آتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے کسی کے لئے کوئی بلند مرتبہ لکھ دیا، پھر اس کے عمل اس قابل نہ ہوئے کہ اس درجہ کو پہنچے جو اسے دیا گیا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے دکھ تکلیف میں مبتلا فرما دیتے ہیں پھر اس پر اسے صبر دیتے ہیں پھر ان کے ذریعے اس کو اس درجہ میں پہنچا دیتے ہیں جو اس کے لئے لکھ دیا گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن کا عجیب حال ہے ہر طرح اس کے لئے خیر ہے اور مومن کے علاوہ کسی کو یہ بات حاصل نہیں، اگر اسے اچھی حالت پہنچ گئی تو اس نے شکر کیا، یہ اس کے لئے خیر ہے اور اگر اسے تکلیف پہنچ گئی تو اس نے صبر کیا، یہ بھی اس کے لئے خیر ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص:۴۵۲)

ایک صحابیہ کو بخار آ گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے، آپؐ نے اس سے فرمایا: کیا بات ہے کپکپا رہی ہو؟ اس نے کہا کہ اس کا بُرا ہو، بخار چڑھ گیا ہے، آپؐ نے فرمایا: بخار کو بُرا نہ کہو، وہ بنی آدم کے گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص:۱۳۵)

حضرت زید بن ارقمؓ بیمار ہوئے آپؐ ان کی عیادت کے لئے آئے، فرمایا کہ: یہ مرض تو ٹھیک ہو جائے گا، مگر میری وفات کے بعد جب تم اندھے ہو جاؤ گے اور لمبی عمر پاؤ گے تو کیا کرو گے؟ حضرت زیدؓ نے جواب دیا: تب تو میں بہ نیت ثواب صبر کروں گا، آپؐ نے ارشاد فرمایا: تب تم جنت میں بے حساب داخل ہو گے، چنانچہ آپ کی وفات کے بعد حضرت زیدؓ کی بینائی ختم ہو گئی مگر وہ تا زندگی صابر رہے۔ حضرت عروہ بن زبیرؓ کے پیر کا کچھ حصہ جل گیا، جس کا کاٹنا ضروری ہو گیا حکیموں نے پیر کاٹنے سے پہلے بے ہوش کرنا چاہا مگر حضرت عروہؓ اس پر آمادہ نہ ہوئے کچھ لوگ ان کو پکڑنے اور تھامنے کے لئے آئے تاکہ پیر کے کٹتے وقت وہ حرکت نہ کریں، مگر اس سے بھی منع کر دیا اور ہوش و حواس کے عالم میں پیر کٹوا دیا، ان کی زبان پر تسبیح و ذکر کا ورد جاری تھا، آپریشن ختم ہونے کے بعد حضرت عروہؓ نے فرمایا: ”اس سفر میں بڑی مشقت اور تکلیف کا سامنا کرنا پڑا“ پھر کٹا ہوا پیر اپنے ہاتھ میں لے کر اسے مخاطب کیا کہ اللہ خوب جانتا ہے کہ میں تمہارے ذریعے کبھی حرام کی طرف کبھی نہیں چلا۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ حج کرنے کے لئے آئے، قربانی کرنے کے بعد حجام سے حجامت بنوانے کی بات کی لیکن جس وقت اس نے بال کاٹنے شروع کئے، اسی وقت ایک مالدار آدمی آیا جو اس کو ایک دینار اجرت دینے پر تیار تھا، اور اس نے کہا کہ ”میری حجامت پہلے بنا دو“ پیسے کی لالچ میں وہ ابراہیم بن ادھمؒ کو چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہو گیا، جب اس سے فارغ ہوا تو پھر ان کی طرف آیا، ابھی تھوڑے ہی بال کاٹے تھے کہ ایک اور صاحب دینار آ گیا اور وہ حجام ان کو چھوڑ کر پھر اس کے بال کاٹنے میں مشغول ہو گیا، غرض پانچ چھ مرتبہ یہ قصہ پیش آیا، آخر کسی نہ کسی طرح ابراہیم بن ادھمؒ کے بال کاٹ کر فارغ ہوا تو انہوں نے مزدوری دگنی دی اور وہ یہ دیکھ کر بہت شرمندہ اور حیران ہوا کہ میں نے تو ان کو پریشان کیا اور حقیر سمجھ کر دوسروں کی طرف متوجہ ہوتا رہا، اس نے پوچھا: اے درویش! آپ مجھے دو چند اجرت کیوں دے رہے ہیں؟ میں نے طمع دنیا کی اور اہل دنیا کے خوف سے آپ کی حق تلفی کی، مجھے تو آپ سے کچھ بھی ملنے کی امید نہ تھی، اگر دینا ہے تو اتنا دیں جتنا سب دیتے ہیں؟ حضرت ابراہیمؒ نے جواب دیا: اجرت تو حق محنت کی ہے اور زیادتی اس بات کی ہے کہ جب تم مجھے چھوڑ کر کسی مالدار کی حجامت بنانے کے لئے جاتے تھے تو میرے نفس میں شدید غصہ اور اشتعال پیدا ہوتا تھا اور وہ چاہتا تھا کہ تم کو کچھ کہہ دوں لیکن میں نے اپنے نفس کو شکست دینے کے لئے صبر سے کام لیا اور صابرین کا درجہ بہت بڑا ہے اور یہ سب مجھے تمہاری بدولت حاصل ہوا، اس لئے در حقیقت تم میرے دوست ہو اور اجرت میں اضافہ کی یہی وجہ ہے۔ آج مومن سوچ لے کہ اگر دنیا کے مصائب نہ ہوتے تو ہم آخرت میں خالی ہاتھ اور مفلس ہوتے۔

☆☆..........☆☆

خبروں پر ایک نظر

سہ ماہی جلسہ سیرت خاتم النبیین کا انعقاد

چوعاقل (حافظ محمد ایاز شیخ) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چوعاقل کے زیر اہتمام آٹھواں سہ ماہی جلسہ سیرت خاتم النبیین گزشتہ دنوں بعد نماز عشاء الفاروق مسجد شاہی بازار چوعاقل میں منعقد ہوا، جلسے میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مناظر اسلام حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مہمان خاص تھے، جبکہ دیگر مقررین میں مولانا عبدالحمید شیخ، مولانا محمد حسین ناصر مبلغ مجلس سکھر، مولانا عبدالرحیم خیر، مولانا قاری خلیل الرحمن انڈھڑ اور دیگر کئی ایک مقامی علماء کرام وخطباء عظام شامل تھے۔ مقررین نے اپنے خطابات میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ مرزائیت کے تعاقب پر زور دیتے ہوئے حکمرانوں کو خبردار کیا کہ آئین میں موجود اسلامی دفعات بالخصوص ۲۹۵-سی کو چھیڑنے سے باز رہیں۔ دریں اثنا بعد نماز ظہر شبان ختم نبوت چوعاقل کے زیر اہتمام تربیتی کنونشن بھی منعقد ہوا ،جس میں حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے علاوہ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں امیر شریعت، خطیب الامت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی معیت میں سکھر سینٹرل جیل میں قید کاٹنے والا بزرگ عالم دین حضرت مولانا گل محمد خالد دامت برکاتہم نے خصوصیت سے شرکت کی اور یاد ماضی سے نوجوانوں کے جذبات کو گرمایا، اس پروگرام میں ایک سو سے زائد مختلف الخیال نوجوانوں نے بڑے جذبے کے ساتھ شریک ہوکر سید کائنات سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت وعقیدت کا اظہار کیا۔ ان پروگراموں کے انعقاد میں مولانا اظہر حسین الحسینی، حافظ عبدالقدیر شیخ، عبدالخالق شیخ، غلام شبیر شیخ ودیگر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شبان ختم نبوت کے تمام مخلص احباب نے بھرپور محنت کی۔

بلوچستان میں مجلس کی رکنیت سازی اوررابطہ مہم کا آغاز

کوئٹہ (نامہ نگار) پیر کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر میں صوبائی امیر مولانا عبدالواحد کی صدارت میں اجتماع ہوا جس میں صوبہ بھر میں رکنیت سازی اور رابطہ مہم کا آغاز کیا گیا، اس موقع پر جامع مسجد مرکزی کے خطیب مولانا انوار الحق حقانی نے مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سارقین ختم نبوت کے خاتمے کے لئے خود لشکر تیار کیا اور ان کے وصال کے فوراً بعد سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سب سے پہلا لشکر مسیلمہ کذاب کے قلع قمع کے لئے بھیجا، چودہ سو سالہ اسلام کی تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں نے کسی بھی جھوٹے مدعی نبوت کو برداشت نہیں کیا اور سنت صدیقی پر عمل کیا، انگریزوں نے اپنے اقتدار کو طول دینے اور مسلمانوں میں جذبہ جہاد ختم کرنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی سے دعویٰ نبوت کرایا، جس نے خود قرار کیا کہ وہ انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہے، مرزا قادیانی نے جہاد کو حرام قرار دیا، برصغیر میں امام العصر حضرت انور شاہ کشمیریؒ نے مرزا قادیانی کے خلاف جہاد شروع کیا اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو پرچم عطا کیا، برصغیر میں قادیانیت کے خلاف علماء نے نوے سال تحریک چلائی، لاکھوں مسلمانوں اور علماء گرفتار ہوئے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں پچیس ہزار مسلمانوں نے مسئلہ ختم نبوت پر جانیں نچھاور کیں، انہوں نے کہا کہ ہر مسلمان مجلس کا رکن ہے، رکنیت سازی ایک روایتی طریقہ ہے۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید، جامع مسجد طوبیٰ کے خطیب مولانا زردواد اخوند، مولانا نظر محمد، شیخ الحدیث مولانا غلام غوث آربانوی، مولانا امان اللہ بلوچ، مولانا باز محمد، مولانا نورالدین ہاشمی، مولانا محمد یوسف ہزاروی، مولانا طاہر توحیدی، مولانا محمد یوسف نقشبندی، حاجی غلام رسول، ناظم محمد اسلم رند، حاجی تاج محمد اور دیگر راہنماؤں نے خطاب کیا، اس موقع پر بزرگ عالم دین مولانا زردواد اخوند نے پہلی رکنیت حاصل کی، صوبائی امیر مولانا عبدالواحد نے عالم اسلام کے مسلمانوں کی کامیابی کے لئے خصوصی دعا کی۔

اظہار تعزیت

لندن... عالم باعمل مولانا عمران جہانگیری کیم فروری بروز اتوار ۲۰۰۹ء حرکت قلب بند ہوجانے پر انتقال فرماگئے۔ آپ جسٹس علامہ ڈاکٹر خالد محمود کے ہاں ان کی اہلیہ محترمہ مرحومہ کی تعزیت کے لئے تشریف لائے گئے تھے، ان کے یہاں جامعہ اسلامیہ میں پہنچتے ہی آپ نے دو مرتبہ السلام علیکم کہا پھر اچانک دل کا شدید ترین دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ آپ کے انتقال کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پورے برطانیہ میں پھیل گئی۔ علماء کرام اور دوست واحباب پورے برطانیہ سے کثیر تعداد میں آپ کی نماز جنازہ میں شریک ہوئے آپ کی تجہیز و تدفین کے انتظامات حضرت علامہ صاحب نے کئے اور مانچسٹر میں ہی تدفین عمل میں آئی، مرحوم بہت خوبیوں کے مالک تھے، مجلس تحفظ ختم نبوت برطانیہ کی ہمیشہ سرپرستی فرماتے رہے، بیعت واصلاح کا تعلق حضرت اقدس خواجہ خان محمد دامت برکاتہم سے تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

ختم نبوت سینٹر لندن میں تعزیتی اجلاس

لندن.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لندن میں مولانا حافظ محمد تکمیل کی زیر صدارت ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا جس میں طٰہٰ قریشی، مولانا محمد اقبال، مفتی محمود الحسن شریک ہوئے۔ قرآن خوانی ہوئی اور درج ذیل حضرات کے لئے ایصال ثواب کیا گیا۔ حکیم قاری محمد یونسؒ، مولانا عمران جہانگیریؒ، مولانا سعید احمد جلال پوری کے بڑے بھائی حاجی محمد نواز اور جامع مسجد ختم نبوت سینٹر کے سابق امام مولانا مفتی عبدالرحمٰن افضل کی والدہ محترمہ جو پچھلے دنوں لاہور میں انتقال فرماگئیں، اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام مرحومین کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

مجلس کے مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا سے کراچی کے وکلاء حضرات کی ملاقات

کراچی (پ ر) ۲/ مارچ ۲۰۰۹ء بعد نماز مغرب شہر بھر کے قریباً چالیس وکلاء حضرات نے جناب منظور احمد میو ایڈووکیٹ کی سربراہی میں دفتر ختم نبوت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا مدظلہ سے ملاقات کی۔ اس موقع پر مولانا نے وکلاء برادری سے خطاب کرتے ہوئے انہیں ملک بھر میں قادیانیوں کی شرانگیزیوں اور ارتدادی سرگرمیوں کے بارے میں آگاہ کیا۔ انہوں نے قانون دانوں اور معزز وکلاء حضرات سے اپیل کی کہ تحفظ ناموس رسالت اور عقیدۂ ختم نبوت کے دفاع کے لئے آپ حضرات اپنا مؤثر کردار ادا کریں۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی اپنی مظلومیت کا ڈھونگ رچا کر اور اپنے خلاف درج ایف آئی آر کا حوالہ دے کر غیر ممالک میں پناہ حاصل کرتے ہیں اور پاکستان کی بدنامی کا باعث بنتے ہیں۔ مولانا کی مدلل اور پُر تاثیر گفتگو کے بعد تمام وکلا نے مولانا کا شکریہ ادا کیا اور اس عزم کا اظہار کیا کہ ہم تحفظ ناموس رسالت کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شانہ بشانہ بھرپور جدوجہد کریں گے اور یقین دہانی کرائی کہ ہر پلیٹ فارم پر قادیانیوں کا تعاقب کرتے ہوئے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے قربانیاں دیں گے۔

الحاج حکیم قاری محمد یونسؒ کی رحلت

مفتی محمود الحسن، برطانیہ

۳/فروری ۲۰۰۹ء کو برطانیہ کے وقت کے مطابق صبح دس بجے ختم نبوت خط وکتابت کورس کے بانی علامہ خالد مبین نے یہ روح فرسا خبر دی کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت راولپنڈی کے سرپرست، مرکزی مجلس شوریٰ کے معزز رکن، دواخانہ ختم نبوت کے بانی وسرپرست الحاج حکیم قاری محمد یونس آج صبح تہجد کے وقت حرکت قلب بند ہونے پر خالق حقیقی سے جا ملے۔ خبر سن کر بے اختیار زبان پر یہ شعر جاری ہوا:

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

یہ شعر علامہ اقبالؒ نے حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے انتقال پر کہا تھا کہ بعض لوگ صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں اور دنیا سے جانے کے بعد بڑی مدت تک یاد کئے جاتے ہیں۔ حکیم صاحب مرحوم ومغفور ایسی ہی صفات کے مالک تھے، جنہیں یقیناً ایک مدت دراز تک یاد کیا جائے گا، آپ حکمت وطب کے بے تاج بادشاہ تھے، طب آپ کو خاندانی ورثہ میں ملی تھی۔ آپ کے آباؤ اجداد مغلیہ دور کے شاہی طبیب رہ چکے تھے، پشت در پشت آپ کے خاندان میں فن طبابت چلا آرہا ہے اور مخلوق خدا آپ کے خاندان سے فیض پارہی ہے۔ قبلہ حکیم صاحب مرحوم ومغفور کو اللہ پاک نے انتہائی پرہیزگار دل ودماغ عطا فرمایا تھا، بچپن ہی سے طبیعت پر نیکی غالب تھی۔ ذکر واذکار، نوافل، صلوٰۃ التسبیح تلاوت قرآن مجید رات دن کا مشغلہ تھا۔ قرآن مجید کی قرأت آپ نے شیخ القراء حضرت مولانا قاری عبدالمالک صاحب دامت برکاتہم سے جامعہ فرقانیہ میں کی اور اعلیٰ نمبروں پر سند تجوید حاصل کی۔ آپ نے تبلیغی جماعت کے ساتھ کئی اسفار کئے، کئی حج وعمرے ادا فرمائے، اپنی لاکھوں روپوں کی بلڈنگ دواخانہ ختم نبوت، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے وقف فرمادی۔ سرائے صالح میں مسجد ومدرسہ ختم نبوت کا قیام عمل میں لائے اور تا حیات اس کی سرپرستی فرماتے رہے۔ علماء، طلباء اور غریب ونادار حضرات کا مفت علاج کرتے، کئی مدارس ومساجد کے ساتھ ماہانہ چندہ الگ سے دیتے۔ مجاہدین کے لئے ساتھ دل کھول کر تعاون فرماتے، یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی سوال کرے اور حکیم صاحب انکار فرمادیں، اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرکے خوش ہوتے، اگر پاس نہ ہوتا تو قرضہ لے کر دے دیتے تھے۔

راقم الحروف تقریباً سات سال تک آپ کے وقف شدہ دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت میں بطور مبلغ کے خدمات سرانجام دیتا رہا اور سرپرستی ورفاقت میں گزرا، خانقاہ سراجیہ اور ملتان کے کئی بار آپ کی رفاقت میں اسفار ہوئے۔ مجال ہے کہ ذکر اذکار، نوافل، صلوٰۃ التسبیح کے معمولات میں کوئی فرق آئے۔

الغرض کہ بہت ہی خوبیوں کے مالک تھے، اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ پاک آپ کی خدمات جلیلہ کو اپنے دربار میں قبول فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ حضرت حکیم صاحب لاولد تھے، آپ نے اپنے بھتیجے آغا محمد ربانی کی پرورش کی اور خصوصی تربیت کی جو آپ کے ساتھ دواخانہ پر حکیم نور محمد قریشی کے ہمراہ کام کرتے ہیں، آپ کے نامور شاگرد اور بھانجے الحاج حکیم قاضی افتخار، آپ کے جانشین قرار پائے جو صورت وسیرت کردار اور فن طبابت میں آپ کے وارث ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حکیم قاضی محمد افتخار، آغا محمد ربانی اور حکیم نور محمد قریشی کو قبلہ حکیم صاحب مرحوم ومغفور کے جاری نیک کام آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

مولانا حمید الدین مانسہرویؒ اور شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے شاگرد رشید حضرت مولانا عبدالمالک صدیقیؒ کے خلیفہ مجاز نے ہزاروں علماء کرام، طلبا، معززین شہر کے ساتھ آپ کی نماز جنازہ کی امامت کروائی اور راولپنڈی کے مشہور ومعروف عیدگاہ والے قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔

لانبی بعدی

ختم نبوت زندہ باد

فرما گئے یہ ہادی

تاریخی عظیم الشان کُل پاکستان

ختم نبوت کانفرنس

زیر سرپرستی
مخدوم المشائخ حضرت مولانا **خواجہ خان محمد** مدظلہ
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

زیر صدارت
شیخ الحدیث استاذ العلماء حضرت مولانا
ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ العالی
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

استاذ القراء حضرت مولانا
قاری احسان اللہ فاروقی صاحب
[illegible]، کراچی

مہمان خصوصی
شیخ الحدیث مفتی اعظم پاکستان
حضرت مولانا مفتی **محمد رفیع عثمانی** مدظلہ العالی
صدر جامعہ دارالعلوم کراچی

بتاریخ: 5 اپریل
2009ء
بروز اتوار بعد نماز عشاء

بمقام
دھوبی گھاٹ
فیصل آباد

یادگار اسلاف، مفکر ختم نبوت
حضرت مولانا **عزیز الرحمن جالندھری** (مرکزی ناظم اعلیٰ)
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان پاکستان

نعت خواں شاعر ختم نبوت
جناب **سیّد سلمان گیلانی** لاہور

شیخ الحدیث حضرت مولانا **محمد طیب** صاحب مہتمم جامعہ امدادیہ فیصل آباد	حضرت مولانا **سیّد جاوید شاہ** صاحب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد	حضرت مولانا **قاری محمد یٰسین** صاحب مہتمم جامعہ دارالقرآن فیصل آباد	شیخ الحدیث حضرت مولانا **محمد یوسف اوّل** صاحب مہتمم دارالعلوم فیصل آباد

شعبہ نشرواشاعت: **عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد** فون: 061-4514122، سیل: 0334-6035517

اسلام زندہ باد

ختم نبوت زندہ باد

11 اپریل 2009 بروز ہفتہ بعد از نماز عصر

تاریخی عظیم الشان ختمِ نبوت کانفرنس

مقام: بادشاہی مسجد لاہور

زیرِ صدارت

خواجہ خواجگان حضرت مولانا قطب الاقطاب مخدوم المشائخ

خواجہ خان محمد صاحب

دامت برکاتہم

امیر مرکزیہ

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت

مہمانِ خصوصی

استاذ المحدثین

حضرت مولانا ڈاکٹر

عبدالرزاق سکندر صاحب

دامت برکاتہم

نائب امیر مرکزیہ

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت

علماء، مشائخ، قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے۔

اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

شعبہ نشر و اشاعت

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت لاہور